بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کتاب الحظر والإباحة	
	باب الأكل والشرب	
	الفصل الأول فی الأكل مع الكفار	
	(کفار کے ساتھ کھانا کھانے کا بیان)	
۱	غیر مسلم کے ساتھ کھانا	۳۰
۲	کفار ومشرکین کے ساتھ کھانا پینا	۳۱
۳	ہندو کے تہوار کا کھانا	۳۳
۴	ہندو کے گھر کی چیزیں کھانا	۳۵
۵	ہندو کی دوکان سے گوشت خرید کر استعمال کرنا	۳۶

الفصل الثانی فی الأکل مع الفساق

(فاسق کے ساتھ کھانا کھانے کا بیان)

الفصل الثالث فی سنن الأکل و آدابه

(کھانے کی سنتوں اور آداب کا بیان)

الفصل الرابع فی مکروهات الأكل

(کھانے کے مکروہات کا بیان)

الفصل الخامس فی المتفرقات

باب الضیافات والهدایا

الفصل الأول فی ثبوت الدعوة وقبوله

(دعوت کے ثبوت اور قبول کرنے کا بیان)

الفصل الثانی فی الضیافة

(مہمان نوازی کا بیان)

الفصل الثالث فی الهدایا

(ہدیہ دینے کا بیان)

باب الأشياء المحرمة وغيرها

الفصل الأول فى المسكرات

(نشہ آور اشیاء کا بیان)

الفصل الثانى فى الطِّيب

(خوشبو کا بیان)

الفصل الثالث فی الفضلات

(فضلات کا بیان)

الفصل الرابع فی المأکولات وغیرها

(کھانے کی اشیاء کا بیان)

باب الانتفاع بالحیوانات

الفصل الأول فی السمک

(مچھلی کے کھانے کا بیان)

الفصل الثانی فی الطیور

(پرندوں کا بیان)

الفصل الثالث فی المواشی

(مویشیوں کا بیان)

الفصل الرابع فی الحیوانات المحرمة وأجزائها

(حرام جانوروں اور ان کے اجزاء کا بیان)

الفصل الخامس فيما يجوز قتله من الحيوانات ومالايجوز

(جائز القتل اور غیر جائز القتل حیوانات کا بیان)

الفصل السادس فی المتفرقات

باب التداوی والمعالجة

الفصل الأول فی مایتعلق بحمل المرأة وموانعه

(حمل، اسقاطِ حمل اور موانعِ حمل کا بیان)

الفصل الثانی فی أعضاء الإنسان وأجزائه

(انسان کے اعضاء اور اجزاء کا بیان)

الفصل الثالث فی التداوی بالمحرم وغیرہ

(حرام وحلال سے دوا کرنے کا بیان)

الفصل الرابع فی المتفرقات

باب شرب الدخان واستعمال النورة وغيرها

(تمباکو اور چونے وغیرہ کے استعمال کا بیان)

باب المال الحرام ومصرفه

(مالِ حرام اوراس کے مصرف کا بیان)

فصلٌ فی أداء القرض من الحرام

(حرام مال سے قرض ادا کرنے کا بیان)

باب الرشوة

(رشوت کا بیان)

باب المعاشرة والأخلاق

الفصل الأول فی الكذب والنميمة والبهتان

(جھوٹ، چغلی اور بہتان کا بیان)

الفصل الثانی فی الغیبۃ والحسد

(غیبت اور حسد کا بیان)

الفصل الثالث فی نقض الوعد

(وعدہ خلافی کا بیان)

الفصل الرابع فی ترک الموالات

(قطعِ تعلق کا بیان)

الفصل الخامس فی إیذاء المسلم

(مسلمان کواذیت پہنچانے کا بیان)

باب المعاصی والتوبة

(گناہ اور توبہ کا بیان)

باب أحكام الزوجين

(میاں بیوی کے حقوق کا بیان)

فصل فی الجماع ومتعلقاته

(ہمبستری وغیرہ کا بیان)



کتاب الحظر والإباحة

باب الأكل والشرب

الفصل الأول فی الأکل مع الکفار

(کفار کے ساتھ کھانا کھانے کا بیان)

غیر مسلم کے ساتھ کھانا

سوال[۸۵۷۹]: خاکروب، چمار، ہندو، عیسائی وغیرہ وغیرہ مذہب کے لوگوں کے ساتھ مسلمان اکٹھا بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ ان غیر مذہب والوں کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا مکروہ ہے، اگر کسی مجبوری سے کہیں ایک دو دفعہ مبتلا ہو جائیں تو گناہ نہیں۔ یہ اس وقت جب کھانا و برتن ان کے پاک ہوں، یا ان کی ناپاکی کا علم نہ ہو، اگر یہ علم ہو کہ برتن ان کے ناپاک ہیں یا کھانا حرام مُر دار وغیرہ ہے تو ہرگز کھانا درست نہیں، نہ ان کے ساتھ نہ ان کے برتنوں میں، کذا فی الفتاوی العالمکیریة: ۵ /۳٤۷(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

---

(۱) "قال محمد رحمه الله تعالیٰ: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو أكل أوشرب فيها قبل الغسل، جاز، ولايكون آكلاً ولا شارباً حراماً. وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم، فإنه لا يجوز أن يشرب و يأكل منها قبل الغسل، و لو شرب أو أكل، كان شارباً وآكلاً حراما" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة، الخ: ۵/۳۴۷، رشيديه) =

کفار ومشرکین کے ساتھ کھانا پینا

سوال[۸۵۸۰]: مشرکین سے ربط ضبط رکھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرقان حمید میں فرماتا ہے: ﴿إنما المشركون نجس، فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ (پ: ۱۰، سورۃ توبہ)(۱)۔ اور دوسری جگہ ہے: ﴿يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحاً﴾ (پ:۱۸، ع:٤)(۲)۔

مشرکین وکفار پاکی وناپاکی سے بالکل بے خبر ہیں، نہ طریقِ غسل سے واقف، نہ پابندی اسلام سے۔

الجواب حامداًومصلياً:

بلاضرورت کفار سے ربط وضبط اور تعلقات رکھنا منع ہے:

﴿يا أيها الذين امنوا لا تتخذوا الذين اتخذوا دينكم هزواً ولعباً، من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم و الكفار أولياء﴾(۳)۔

= "ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون في قدورهم حتى يغسلوها". (النتف في الفتاوى، كتاب الجهاد، باب مالايؤكل من أطعمة الكفار، ص: ۴۳۵، سعيد)

"والأكل والشرب في أواني المشركين مكروه، ولابأس بطعام المجوس إلا ذبيحتهم و في الأكل معهم. وعن الحاكم عبد الرحمن: لو ابتلى به المسلم مرةً أو مرتين، لا بأس به، أما الدوام عليه فمكروه". (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي: ۴/۳۴۶، رشيديه)

"عن أبي ثعلبة الخشني قال: سئل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن قدور المجوس قال: "أنقوها غسلاً واطبخوا فيها". (جامع الترمذي، كتاب أبواب السير، باب ماجاء في الانتفاع بآنية المشركين: ۲/۲۸۴، سعيد)

(۱) (التوبة: ۲۸)

(۲) (المؤمنون: ۵۱)

(۳) (المائدة: ۵۲)

ان کے ساتھ بلاضرورت تو یہ کھانا کھانا مکروہ ہے، البتہ اگر عمر میں ایک دومرتبہ کہیں ایسا ابتلا ہو جائے تو چنداں مضائقہ نہیں، بشرطیکہ ناپاکی کا علم نہ ہو، اگر معلوم ہو جائے کہ یہ کھانا پانی ناپاک ہے تو پھر اس کا کھانا پینا حرام ہے، مگر کافر کا ذبیحہ کسی صورت میں درست نہیں، اس سے اجتناب ضروری ہے:

"ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذبيحة، فإن ذبيحتهم حرام. ولم يذكر محمد رحمه الله تعالىٰ الأكل مع المجوس ومع غيره من أهل الشرك أنه هل يحل أم لا. وحكى عن الحاكم الإمام عبدالرحمن الكاتب: إن ابتُلي به المسلم مرةً أو مرتين، فلابأس، وأما الدوام عليه، فيكره، كذا في المحيط". العالمكيرية: ٤/ ٢٧٧ (١)۔

اور ﴿إنما المشركون نجس، فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ (پ: ۱۰، سورۂ توبہ) میں مشرکین کو نجس کہہ کر حج وعمرہ سے منع کیا گیا ہے (۲)۔ اور نجس کہنے کی وجہ اعتقادی نجاست ہے: "ونجاسة المشرك في اعتقاده" هدايه: ۳/ ۱۳۵ (۳)۔

---

(۱) (الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر، الخ: ۵/ ۳۴۷، رشيديه)

"والأكل والشرب في أواني المشركين مكروه، ولابأس بطعام المجوس إلا ذبيحتم وفي الأكل معهم". (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي: ۴/ ۳۴۶، رشيديه)

(وأيضاً النتف في الفتاوى، كتاب الجهاد، باب مالايؤكل من أطعمة الكفار: ۴۳۵، سعيد)

(۲) "وبالظاهر أخذ أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ عنه؛ إذ صرف المنع عن دخول الحرم إلى المنع من الحج والعمرة، ويؤيده قوله تعالىٰ: ﴿بعد عامهم هذا﴾ فإن تقييد النهي يدل على اختصاص المنهي عنه بوقت من أوقات العام: أي لايحجوا، ولايعتمروا بعد حج عامهم هذا .... ويدل عليه نداء علي كرم الله تعالىٰ وجهه يوم نادى ببراءة: ألا! لايحج بعد عامنا هذا مشرك". (روح المعاني: ۱۰/ ۷۷، دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) "ونجاسة المشرك في اعتقاده، لا في ظاهره". (الهداية، كتاب أدب القاضي: ۳/ ۱۳۵، مكتبه شركت علميه ملتان)

"وأما نجاسة المشرك ففي الاعتقاد على معنى التشبيه". (ردالمحتار، كتاب أدب القاضي، (مطلب في العمل بالسجلات وكتب الأوقاف القديمة: ۵/ ۳۷۲، سعيد) .... =

نیز ان کا پاکی ناپاکی میں تمیز نہ کرنا اور نجاست میں ملوث رہنا بھی نجس ہونے کا سبب ہے، كذا في التفسيرات الأحمديه، ص:٤٥٥(١)، مدارك التنزيل، ص: ٢٧٤(٢)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

محمود گنگوہی، ۵۳/۴/۱۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۵۳/۴/۲۴ھ۔

ہندو کے تہوار کا کھانا

سوال[۸۵۸۱]: اگر کسی مسلمان کے رشتہ دار ہندو کے گاؤں میں رہتے ہوں اور ہندو کے تہوار ہولی دیوالی وغیرہ پکوان، پوری، کچوری (۳) وغیرہ پکاتے ہیں، ان کا کھانا ہم لوگوں کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

ہندو کے تہوار ہولی دیوالی وغیرہ میں شریک ہونا ہرگز جائز نہیں اس سے توبہ کرنا لازم ہے، کیونکہ وہ کبیرہ گناہ ہے، حتیٰ کہ بعض فقہا نے اس کو کفر لکھا ہے (۴)۔ اور جو کھانا کچوری وغیرہ ہندو کسی اپنے ملنے والے مسلمان

=(وكذا في البحرالرائق، كتاب القضاء: ٦/٤٦٧، رشيديه)

(١) "الجمهور على أن المعنى: إنما المشركون ذو نجس؛ لأن النجس بفتحتين عين النجاسة، ولأنهم لا يتطهرون ولا يغتسلون ولا يجتنبون النجاسات، فهي ملابسة لهم". (التفسيرات الأحمدية، ص: ٤٥٥، مكتبه حقانيه پشاور)

(٢) "لأن معهم الشرك الذي هو بمنزلة النجس، ولأنهم لا يتطهرون و لا يغتسلون و لا يجتنبون النجاسات، فهي ملابسة لهم". (تفسيرالمدارک، (سورة التوبة: ٢٨): ١/٤٩٢، قديمي)

(٣) "پوری: تلی ہوئی روٹی"۔(فيروز اللغات، ص: ٣٠٨، فيروز سنز، لاهور)

"پکوان: تلی ہوئی چیز، پکا ہوا کھانا، پوری"۔(فيروز اللغات، ص: ٢٩٨، فيروز سنز، لاهور)

"کچوری: ماش کی دال بھری ہوئی پوری"۔(فيروز اللغات، ص: ٩٩٦، فيروز سنز، لاهور)

(٤) "والإعطاء باسم النيروز والمهرجان لا يجوز: أي الهدايا باسم هذين اليومين حرامٌ، وإن قصد تعظيمه كما يعظمه المشركون، يكفر". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ٦/٧٥٤، سعيد)

"حكي عن أبي حفص الكبير رحمه الله تعالىٰ قال: لو أن رجلاً عبَدَ الله خمسين سنةً، ثم جاء =

کودیں اس کا نہ لینا بہتر ہے، لیکن اگر کسی مصلحت سے لے لیا تو شرعاً اس کھانے کو حرام نہ کہا جائے گا(۱)۔ اور جو مسلمان ہولی وغیرہ میں ہندو کی موافقت کی وجہ سے پکائیں تو اس سے ہرگز نہ لینا چاہیے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۵/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۸/۵/۵۶ھ۔

= یوم النیروز، فأهدى إلى بعض المشركين بيضةً يريد به تعظيم ذلك اليوم، فقد كفر بالله، وأحبط عمله خمسين سنةً، كذا في الغاية". (رمز الحقائق شرح كنز الدقائق للعيـ ـاب البيع الفاسد: ۲/۲۲، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية: (ـه)

نیز چونکہ اس میں تشبہ بالہنود بھی ہے اور تشبہ سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے:

"قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "من تشبه بقوم فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس: ۳۷۵، قديمی)

قال القاری: "من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم والخير". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۴۵): ۸/۱۵۵، رشيديه)

(وكذا في بذل المجهود، كتاب اللباس: ۵/۴۰، مكتبه معهد الخليل الإسلامی كراچی)

(۱) "ولو أهدى لمسلم و لم يُرد تعظيم اليوم، بل جرى على عادة الناس، لايكفر، وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفياً للمشبهة، الخ". (الدر المختار).

"لو اتخذ مجوسيٌّ دعوةً لحلق رأس ولد، فحضر مسلم دعوته فأهدى إليه شيئاً، لا يكفر .... إن إجابة دعوة أهل الذمة مطلقة في الشرع". (رد المحتار، كتاب الكراهية، مسائل شتى: ۶/۷۵۵، سعيد)

"ولا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة: ۵/۳۴۷، رشيديه)

(۲) ان کا اسی طرح موافقت میں کھانا وغیرہ پکانا تشبہ بالکفار کے ارتکاب کی بنیاد پر ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا ان سے اسی قسم کی =

ہندو کے گھر کی چیزیں کھانا

سوال[۸۵۸۲]: ہندو کے یہاں دہی چوڑا، دال بھات کھانا کیسا ہے(۱)؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جب تک ناپاکی کا علم نہ ہو، درست ہے(۲)۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ہدایا کو قبول فرمایا ہے، اور نوش فرمایا ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱۱/۸۹ھ۔

=کوئی چیز قبول کرنا ان کی اعانت اور حمایت کرنا ہے، اور چونکہ اعانت علی المعصیۃ ممنوع ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے:

قال الله تعالىٰ: ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (سورة المائدة: ۲)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالىٰ: "فيعم النهي كلَّ ماهو من مقولة الظلم والمعاصي، ويندرج فيه النهي عن التعاون على الاعتداء والانتقام". (روح المعاني، (المائدة: ۲): ۶/۵۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

قال الملا عليّ القاري: "من شبّه نفسه بالكفار في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم والخير. قال الطيبي: هذا عامٌّ في الخَلق والخُلق والشعار، ولـمّا كان الشعارُ أظهَرَ في الشبه، ذكر في هذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لاغير .... اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني (رقم الحديث: ۴۳۴۷): ۸/۱۵۵، رشيديه)

(وكذا في بذل المجهود، كتاب اللباس: ۵/۴۰، معهد الخليل الإسلامي كراچي)

(۱) "بھات: اُبلے ہوئے چاول"۔ (فيروز اللغات، ص: ۲۲۹، فيروز سنز، لاهور)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أحكام أهل الذمة: ۵/۳۴۷، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي: ۴/۳۴۶، رشيديه)

(وكذا في النتف الفتاوىٰ، كتاب الجهاد، مالايؤكل من أطعمة الكفار، ص: ۴۳۵، سعيد)

(۳) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه أن امرأةً يهوديةً أتت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بشاة مسمومة فأكل منها، فجيئ بها إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فسألها عن ذلك، فقالت: =

ہندو کی دوکان سے گوشت خرید کر استعمال کرنا

سوال[۸۵۸۳]: ۱...... ہندو کھٹیک(۱) سے جس کی دوکان پر کسی مسلم کا پہرا، یا نگرانی نہیں ہوتی تو ایسی دوکان سے گوشت خرید کر استعمال کرنا جب کہ اس کو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہو، کیا حکم ہے؟

۲...... اگر کوئی ہندو مسلمان کی دوکان سے گوشت خرید کر لے جائے، اور اس کو وہ اپنے مکان یا اپنے ہوٹل میں پکائے تو کیا مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟

۳...... بہت سے مسلمان سرکاری ملازم اپنے مکان سے باہر علاقہ میں دورہ کرنے کے لئے جاتے ہیں اور وہ کسی ہندو کے یہاں قیام کرتے ہیں، وہ ہندو مسلمان کی دوکان سے گوشت خرید کر لاتے ہیں، وہ گوشت اس ہندو کے یہاں گھر میں پکتا ہے، مسلمان باہر کے کمرے میں قیام کرتا ہے۔ ایسی حالت میں گوشت اس مسلمان کی نگاہ سے غائب رہتا ہے تو ایسے گوشت کا کیا حکم ہے؟

۴...... ایک مسلمان کسی مسلمان کی دوکان سے گوشت خرید کر لے جا رہا ہے کہ راستہ میں اس کا نوکر جو کہ ہندو ہے ملا، مسلمان نے وہ گوشت اس کو دے دیا اور یوں کہا کہ گھر لے جاؤ، یہ پکے گا۔ وہ نوکر اس گوشت کو

= أردت لأقتلك، فقال: "ما كان الله ليسلطك على ذلك". أو قال: "عليَّ" قال: فقالوا: ألا نقتلها؟ قال: "لا". فما زلتُ أعرفها في لهوات رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". (سنن أبي داؤد، كتاب الديات، باب فيمن سقى رجلاً سماً أو أطعمه، الخ: ۲/۲۷۲، مكتبه امداديه ملتان)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه: لما فتحت خيبر، أهديت لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم شاةٌ فيها سمٌّ". (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب الشاة التي سُمّت للنبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۲/۶۱۰، قديمي)

قال الحافظ ابن حجر العسقلاني تحت الحديث المذكور: "وقد اشتملت قصةُ خيبر على أحكام كثيرة: منها .... والأكل من طعام أهل الكتاب وقبول هديتهم". (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب الشاة التي سمّت للنبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: باب: ۴۲، ۷/۶۳۴، قديمي)

(۱) "کھٹیک: ہندو کی ایک قوم جس کا پیشہ عموماً ہر قسم کے جانور پالنے اور رکھنے کا ہے، اہیری"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۰۵۶، فیروز سنز لاهور)

لے کر اپنے مالک کے گھر دے دیتا ہے، جہاں سے وہ نوکر گوشت کو لے کر چلا تھا وہاں اس کے ساتھ کوئی مسلمان ساتھ نہ تھا۔تو کیا حکم ہے؟

۵...... بہت سی بستیوں کے مسلمان یوں کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں کے ہندو کھٹیک نہایت دیانتدار ہیں، انہوں نے ہمارے باپ دادا کے وقت سے اب تک کہیں کوئی گڑ بڑ نہیں کی۔تو کیا ان مسلمانوں کا اعتبار کر کے ان ہندو کھٹیکوں کی دوکان سے گوشت خریدنا مسلمان کے لئے درست ہے یا نہیں، اسے استعمال کیا جائے یا نہیں؟

غیر مسلم کے ہوٹل کا کھانا

سوال[۸۵۸۴] : ۶...... ہندو یا آج کل کے عیسائی، سکھ وپارسی وغیرہ کے ہوٹل سے مسلمان کو کھانا کھانا کیسا ہے؟ جب کہ ان کے یہاں گوشت پکتا ہے، اس گوشت کا اعتبار بھی نہیں کیا جاتا۔اور اگر سبزی کے ساتھ کھانا کھائے تو ایسی حالت میں بعض موقعوں پر ایک ہی چمچہ استعمال کرلیا جاتا ہے، نہ ان کے یہاں اس کی کوئی پابندی ہے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

ٹی پارٹی یا ڈنر پارٹی میں مسلمانوں کا کھانا کھانا

سوال[۸۵۸۵] : ۷...... بعض وقت سرکاری محکموں میں لوگ آپس میں ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہیں جسے عرفِ عام میں ''ٹی پارٹی'' یا ''ڈنر پارٹی'' کہا جاتا ہے، اس پارٹی میں بھی گوشت پکتا ہے، اس گوشت کی تحقیق بھی نہیں کی جاسکتی۔تو مسلمان کو ایسی دعوت میں کھانا کھانا کیسا ہے؟

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ بند ڈبوں کے گوشت کا حکم

سوال[۸۵۸۶] : ۸...... بعض کمپنیاں گوشت کو ڈبوں میں بند کر کے فروخت کرتی ہیں اور وہ کمپنیاں غیر مسلم کی ہوتی ہیں، معلوم نہیں وہ گوشت ذبح کیا ہوا ہے یا نہیں۔بعض کمپنیاں ڈبوں پر یہ لکھ دیتی ہیں کہ یہ گوشت ذبح کیا ہوا ہے۔تو کیا ان کی بات صحیح مان لی جاوے؟ مسلمان کو ایسا گوشت استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور جو لوگ اس کو استعمال کریں ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱...... جب کوئی مسلم نگراں وہاں موجود نہیں تو مدار اُس غیر مسلم کے قول پر رہ گیا کہ یہ حلال گوشت ہے اورحلت وحرمت میں غیر مسلم کا قول شرعاً قبول نہیں، البتہ معاملات میں اس کا قول بھی قبول ہے جب کہ صدق کا ظن ہو۔ پس اگر وہ یہ کہے کہ یہ وہ گوشت ہے کہ جس کو فلاں شخص (مسلم) نے ذبح کیا اور دل گواہی دے کہ یہ صحیح کہتا ہے اوراس نے اس میں کوئی ناجائز گوشت نہیں ملایا تو اس کا قول قبول کر لینا درست ہے:

"ولا يقبل قول الكافرين فى الديانات إلا إذا كان قبول قول الكافر فى المعاملات يتضمن قبوله فى الديانات، فحينئذٍ تدخل الديانات فى ضمن المعاملات، فتقبل قوله ضرورةً، كذا فى التبيين. من أرسل أجيراً له مجوسياً أو خادماً، فاشترى لحماً فقال: اشتريته من يهودى أو نصرانى أو مسلم، وسعه أكله، اه". عالمگیری: ۳۰۸/۵(۱)۔

۲...... اگر وہ اپنے برتن پاک کر کے پکائے اوراس میں کوئی حرام اور نجس چیز نہ ملائے تو کھانا درست ہے، اس کا اطمینان ہونا چاہیے(۲)۔

---

(۱) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الأول فى العمل بخبر الواحد: ۳۰۸/۵، رشيديه)

(۲) "قال محمد رحمه الله تعالىٰ: ويكره الأكل والشرب فى أوانى المشركين قبل الغسل، ومع هذا لوأكل أوشرب فيها قبل الغسل، جاز، ولايكون آكلاً ولا شارباً حراماً. وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأوانى، فأما إذا علم، فإنه لا يجوز أن يشرب و يأكل منها قبل الغسل، و لو شرب أو أكل، كان شارباً وآكلاً حراما". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر فى أهل الذمة، الخ: ۳۴۷/۵، رشيديه)

"ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون فى قدورهم حتى يغسلوها". (النتف فى الفتاوى، كتاب الجهاد، باب مالايؤكل من أطعمة الكفار، ص: ۴۳۵، سعيد)

"والأكل والشرب فى أوانى المشركين مكروه، ولابأس بطعام المجوس إلا ذبيحتهم و فى الأكل معهم. وعن الحاكم عبد الرحمن: لو ابتلى به المسلم مرةً أو مرتين، لا بأس به، أما الدوام عليه فمكروه". (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصى: ۳۴۲/۴، رشيديه) =

۳......نمبر:۲سے جواب ظاہر ہے۔

۴......اس پر اعتماد ہو کہ اس نے اس میں ناجائز نہیں ملایا، یا اس کو ناجائز سے نہیں بدلا تو درست ہے(۱)۔

۵......اعتماد ہوتو درست ہے(۲)۔

۶......وہاں کا کھانا نہیں کھانا چاہیے(۳)۔

۷......غیر مسلم کے یہاں گوشت نہ کھائیں، چائے وغیرہ میں گنجائش ہے(۴)۔

۸......ایسا گوشت نہ کھائیں، جولوگ ذاتی تحقیق کے بعد جائز وحلال ہونے کی بناء پراس کوکھائیں ان سے تعرض نہ کریں، ان کو یہ نہ کہیں کہ آپ نے حرام کھایا ہے، نہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ کریں جیسا حرام کھانے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے(۵)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند۔

= "عن أبي ثعلبة الخشني قال: سئل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن قدور المجوس، قال: "أنقوها غسلاً واطبخوا فيها". (جامع الترمذي، كتاب أبواب السير، باب ماجاء في الانتفاع بآنية المشركين: ۲/۲۸۴، سعيد)

(۱) "ولايقبل قول الكافرين في الديانات، إلا إذا كان قبول قول الكافر في المعاملات يتضمن قبوله في الديانات، فحينئذٍ تدخل الديانات في ضمن المعاملات، فتقبل قوله ضرورةً، كذا في التبيين. من أرسل أجيراً له مجوسياً أو خادماً، فاشترى لحماً فقال: اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم، وسعه أكله، اهـ". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتب الكراهية، الباب الأول في العمل بخبر الواحد: ۵/۳۰۸، رشيديه)

(۲) (راجع رقم الحاشية: ۱)

(۳) "قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "دع مايريبك إلى مالا يريبك". (جامع الترمذي، أبواب صفة القيامة، قبيل أبواب صفة الجنة: ۲/۷۸، سعيد)

(وكذا في مسند أحمد بن حنبل، مسند حسن بن علي: ۱/۳۰۱، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(۴) (راجع رقم الحاشية: ۱)

(۵) (راجع رقم الحاشية: ۱)

ہندو کی دوکان اور گھر کا کھانا

سوال[۸۵۸۷]: اہلِ ہنود کے ہاں کھانا پینا، یا ہندو دکان داروں سے خشک وتر چیزیں خرید کر کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگر ان کے برتنوں اور ان کے کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق نجاست کا علم ہو تو کھانا، پینا، خریدنا حرام ہے۔ اگر علم نہ ہو تو مکروہ ہے۔ اگر پاکی کا پورا علم ہو تو درست ہے:

"قال محمد رحمه الله تعالىٰ: ويكره الأكل والشرب فى أوانى المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل، جاز، ولا يكون اكلاً ولا شارباً حراماً. وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأوانى، فإذا علم، فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولوشرب أو أكل، كان شارباً وآكلاً حراماً، اهـ". فتاوىٰ عالمگيرى، ص: ٣٤٧(١)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۸/۵/۶۰ھ۔

مشرک کے ساتھ کھانا کھانا

سوال[۸۵۸۸]: مشرک کے ساتھ کھانا کھانا، جھوٹا پانی پینا، اس کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی، شیرنی وغیرہ کھانا کیسا ہے؟ حالانکہ العالمگیریۃ میں درست لکھا ہے اور کافر کا پسینہ فقہاء نے پاک لکھا ہے۔

---

(١) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر فى أحكام أهل الذمة: ۵/۳۴۷، رشيديه)

(وكذا فى خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصى: ۴/۳۴۶، رشيديه)

(وكذا فى النتف فى الفتاوىٰ، كتاب الجهاد، مالايؤكل من أطعمة الكفار، ص: ۴۳۵، سعيد)

الجواب حامداًومصلیاً:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافر کو ہاتھ بھی لگایا ہے(۱) کافر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی نوش فرمایا ہے، آخر زہر کس نے دیا تھا(۲)۔ کافر کے ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا بھی پہنا ہے(۳)۔ جب تک کسی کی ناپا کی کا علم نہ ہو، یہ سب چیزیں پاک اور درست ہیں(۴)، اگر چہ افضل مسلمان کی چیز کا استعمال کرنا ہے(۵)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) "وأما نجاسة بدنه، فالجمهور على أنه ليس بنجس البدن والذات؛ لأن الله تعالىٰ أحل طعام أهل الكتاب". (تفسير ابن كثير، (سورة التوبة:) : ۳۴۶/۲، سهيل اكيڈمى لاهور)

"وأخرج أبو الشيخ وابن مردويه عنه (ابن عباس) رضى الله تعالىٰ عنهما أنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من صافح مشركاً، فليتوضأ أو ليغسل كفيه".

"وأخرج ابن مردويه عن هشام بن عروة عن أبيه عن جده قال: استقبل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جبريل عليه السلام، فناوله يده، فأبى أن يتناولها، فقال: "ياجبريل! مامنعک أن تأخذ بيدى"؟ فقال: إنک أخذت بيد يهودى فكرهت أن تمس يدى يداً قد مستها يد كافر، فدعا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بماء فتوضأ فناوله يده فتناولها" .... قيل: وعلى ذلک فلا يحل الشرب من أوانيهم ولا مواكلتهم ولا لبس ثيابهم، لكن صح عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والسلف خلافه، واحتمال كونه قبل نزول الآية فهو منسوخ بعيدٌ .... والاستدلال على طهارتهم بأن أعيانهم لو كانت نجسةً ما أمكن بالإيمان طهارتها؛ إذ لا يعقل كون الإيمان مطهراً". (تفسير روح المعانى، سورة التوبة: ۷۶/۱۰، دارإحياء التراث العربى بيروت)

(۲) "عن أنس بن مالک رضى الله تعالىٰ عنه أن امرأةً يهوديةً أتت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بشاة مسمومة فأكل منها، فجيئ بها إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فسألها عن ذلک، فقالت: أردت لأقتلک، فقال: "ما كان الله ليسلطک على ذلک". أو قال: "عليَّ". قال: فقالوا: ألا نقتلها؟ قال: "لا". فما زلتُ أعرفها فى لهوات رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". (سنن أبى داؤد، كتاب الديات، باب فيمن سقى رجلاً سماً أو أطعمه، الخ: ۲۷۲/۲، مكتبه امداديه ملتان)

"عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه: لما فتحت خيبر، أهديت لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه =

....

وسلم شاةً فیها سمٌّ". (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب الشاة التی سُمّت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ۲/۰۲۱، قدیمی)

قال الحافظ ابن حجر العسقلانی تحت الحدیث المذکور: "وقد اشتملت قصةُ خیبر علی أحکام کثیرة: منها .... والأکل من طعام أهل الکتاب وقبول هدیتهم". (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب الشاة التی سمّت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: باب: ۴۲، ۷/۲۳۴، قدیمی)

(۳) "عن ابن بریدة عن أبیه أن النجاشی أهدی للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خفین أسودین سازجین فلبسهما، ثم توضأ ومسح علیهما". قال المناوی: وفیه أیضاً أنه ینبغی قبول الهدیة حتی من أهل الکتاب، فإنه (أی النجاشی) لما أهدی له، کان کافراً .... قال بعضهم: قبول هدیة الکافر ناسخ لعدم القبول". (شرح المناوی للشمائل علی هامش جمع الوسائل، ص: ۱۵۲، إداره تالیفات اشرفیه ملتان)

(وکذا فی فتح الباری، کتاب الهبة، باب قبول الهدیة من المشرکین: ۵/۲۸۸، قدیمی)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی أهل الذمة: ۵/۳۴۷، رشیدیه)

(۴) "قال محمد رحمه اللہ تعالیٰ: ویکره الأکل والشرب فی أوانی المشرکین قبل الغسل، ومع هذا لوأکل أوشرب فیها قبل الغسل، جاز، ولایکون آکلاً ولا شارباً حراماً. وهذا إذا لم یعلم بنجاسة الأوانی، فأما إذا علم، فإنه لا یجوز أن یشرب و یأکل منها قبل الغسل، و لو شرب أو أکل، کان شارباً وآکلاً حراما". (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی أهل الذمة، الخ: ۵/۳۴۷، رشیدیه)

"ولا یأکلون من أطعمة الکفار ثلاثة أشیاء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا یطبخون فی قدورهم حتی یغسلوها". (النتف فی الفتاوی، کتاب الجهاد، باب مالایؤکل من أطعمة الکفار، ص: ۲۳۵، سعید)

"والأکل والشرب فی أوانی المشرکین مکروه، ولابأس بطعام المجوس إلا ذبیحتهم و فی الأکل معهم. وعن الحاکم عبد الرحمن: لو ابتلی به المسلم مرةً أو مرتین لا بأس به، أما الدوام علیه فمکروه". (خلاصة الفتاوی، کتاب الکراهیة، الفصل الثالث فیما یتعلق بالمعاصی: ۴/۳۴۶، رشیدیه) =

طعام اہل کتاب سے متعلق ایک شبہ

سوال[۸۵۸۹]: قرآن مجید کی ایک اس آیت کا مطلب تو سمجھ میں آگیا کہ ”کتاب والوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے“ یعنی کتاب والے جو جائز کھانا اپنے ہاتھ سے پکا کر، یا اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے کھلائیں تو تم اس کو کھالیا کرو، کیونکہ چھوت چھات ٹھیک نہیں۔ یہ آیت اگر قرآن شریف میں نہ ہوتی تو اہل کتاب کے کھانے کے متعلق مسلمان لوگ شک میں پڑے رہتے اس لئے اس آیت سے وہ شک رفع ہوگیا۔ مگر مندرجہ ذیل مطلب والی آیت شریفہ کا مفہوم سمجھا دیجئے: ”تمہارا کھانا اہل کتاب کے لئے حلال ہے“(۱)۔

یعنی تمہارے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے، یا تمہارے ذبح کئے ہوئے کو اہل کتاب کو حلال سمجھنا چاہیے، سمجھ میں نہیں آتا کہ جب اہل کتاب قرآن مجید کو نہیں مانتے تو یہ حکم یا خبر قرآن مجید میں کیوں ہے۔ اگر محض مسلمانوں کے لئے یہ خبر ہے تو تحصیلِ حاصل ہے کیونکہ مسلمانوں کو یہ بات ان لوگوں کے طرز عمل ہی سے معلوم ہوسکتی ہے، جیسے کوئی اہل کتاب مسلمان کے گھر آئے اور مسلمان اس سے کھانے کے لئے کہے تو اگر وہ حلال سمجھتا ہے تو مسلمان کے پکے ہوئے کھانے کو ضرور کھالے گا اور اگر مسلمان کے ہاتھ کے کھانے کو حلال نہیں سمجھتا تو جواب دے گا کہ ہمارے مذہب میں آپ کے ہاتھ کا کھانا جائز نہیں۔ اور اگر مسلمان کہے بھی کہ ہمارے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ تمہارا کھانا اہل کتاب کے لئے حلال ہے، پس تم ضرور کھاؤ تو وہ جواب دے گا کہ ہم قرآن مجید

= ”عن أبي ثعلبة الخشني قال: سئل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن قدور المجوس، قال: "أنقوها غسلا واطبخوا فيها"“. (جامع الترمذي، أبواب السير، باب ماجاء في الانتفاع بآنية المشركين: ۲/۲۸۴، سعيد)

(۵) ”لابأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة إذا كان مما لابدمنه، كذا في السراجية“. (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أحكام أهل الذمة: ۵/۳۴۸، رشيديه)

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ عبارت تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”عبارتِ بالا سے ظاہر ہوا کہ بلا ضرورت مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار ومشرکین کے ساتھ معاملات نہ کئے جائیں“۔ (جواہر الفقہ، معاملات کفار میں تعلیمات اسلام کا خلاصہ: ۲/۱۸۶، دار العلوم کراچی)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿وطعام الذين أوتوا الكتب حل لكم، وطعامكم حل لهم﴾. (سورة المائدة: ۵)

نہیں مانتے۔ضرور سمجھا دیجئے کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟

اور یہ بھی عرض ہے کہ اگر دونوں کو اکھٹا کر کے یوں کہیں کہ اہل کتاب کے لئے حلال ہو، یعنی اگر اہل کتاب تمہارے ہاتھ کے کھانے کو حلال سمجھیں تو تم کو بھی ان کے ہاتھوں کے پکے ہوئے کھانے سے پرہیز نہ کرنا چاہیے، وہ اس صورت میں تمہارے لئے حلال ہے، البتہ پاک کھانا شرط ہے۔

صورت مرقومہ بالا پر ''واؤ'' حالیہ ہوگی جیسے کہ: ﴿لا تقربوا الصلوة وأنتم سکاری﴾ ہے(۱) اور اگر ﴿طعام الذین أوتو الکتاب حل لکم، وطعامکم حل لهم﴾(۲) ''واؤ'' حالیہ ہونے میں کوئی محال از روئے قواعد عربیہ ہو تو تحریر فرمایئے، کیونکہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے ایک طالب علم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس جگہ واؤ حالیہ ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔لہٰذا عرض ہے کہ جواب مرحمت فرمایا جائے۔

احقر: اللہ دیا، ہیڈ مدرس ورنا کیوس مڈل اسکول، سکہر وڈھ، سہارنپور۔

مکرر عرض ہے کہ بخاری شریف میں حضرت ابی ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''اگر مسلمان کے برتن ملیں تو اہل کتاب کے برتنوں میں مت کھاؤ، لیکن اگر مسلمان کے برتن نہ ملیں تو مجبوراً اہل کتاب کے برتنوں ہی کو دھو کر اس میں کھالو'' (۳)۔اس حدیث شریف کو بھی ملحوظ رکھا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ظروف کے حکم سے مظروف کا حکم بدلتا نہیں یعنی جس طرح میں ظرف کا استعمال ممنوع ہے اس صورت میں اس ظرف میں کھانا کھانا بھی ممنوع ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ: ''اشیاء دو قسم کی ہیں: بعض تو سب کے لئے بلا شرط حلال ہیں، جیسے: دریا

---

(۱) (سورة النساء: ۴۳)

(۲) (سورة المائدة: ۵)

(۳) "حدثنی أبو ثعلبة الخشنی قال: أتیت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقلت: یا رسول الله! إنا بأرض أهل الكتاب، فنأكل فی آنیتهم .... فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أما ما ذكرت أنكم بأرض أهل الكتاب، فلا تأكلوا فی آنیتهم إلا أن لا تجدوا بدّاً، فإن لم تجدوا، فاغسلوا وكلوا". الحدیث. (صحیح البخاری، كتاب الذبائح والصید والتسمیة، باب آنیة المجوس والمیتة: ۲/۸۲۶، قدیمی)

کا پانی، اور بعض کی حلت کے لئے کچھ شروط ہیں، جیسے: حلتِ صلوۃ کے لئے وضو شرط ہے۔ اور تمام عبادات کے لئے ایمان شرط ہے اور حلتِ مال کے لئے ملک یا مالک کی اجازت شرط ہے'' تو آیت: ﴿وطعامكم حل لهم﴾ (۱) میں یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا ذبیحہ غیر مسلموں کے لئے بلا شرط حلال ہے، جیسا کہ دوسرے جائز کاموں کی وجہ سے ان کو عذاب نہ ہوگا تو اسی طرح مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کی وجہ سے ان کو عذاب نہ ہوگا۔ اور اس کے بیان کرنے سے مقصود فرق بیان کرنا ہے مسلمان عورتوں اور مسلمانوں کے ذبیحہ کے درمیان کہ ذبیحہ مسلمان کا بلا شرطِ ایمان بھی غیر مسلم کے لئے حلال ہے اور مسلم عورتوں سے نکاح کرنا غیر مسلم کے لئے بغیر اس کے مسلمان ہوئے جائز نہیں۔ مجوس وغیرہ کا ذبیحہ غیر مسلموں کے لئے بھی حلال نہیں، جیسا کہ مسلمانوں کے لئے وہ حلال نہیں اس کو مسلم یا غیر مسلم جو بھی کھائے گا، وہ عذاب کا مستحق ہوگا (۲)۔

تفسیر مدارک اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ: ''مسلمان کو بتایا جارہا ہے کہ اگر تم اپنا ذبیحہ غیر مسلموں کو کھلا دو گے تو اس پر تم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا، کیونکہ وہ ان کے لئے حلال ہے، اگر وہ ان کے لئے حرام ہوتا تو

---

(۱) (سورة المائدة: ۵)

(۲) "قلت: معناه أن من الأشياء ماهو حلال على كافة الناس من غير شرط كحل ماء البحر، ومنها ماهو مشروط حلها بشرائط، كالصلوة مشروط جوازها بالوضوء، وسائر العبادات مشروط إتيانها بالإيمان بالله ورسوله، وإخلاص النية، وأكل الأموال مشروط حلها بالملک، أو إذن من المالک، فذبائح المسلمين حلال على الكفار حتى لايعذبون في الآخرة بأكلها كما لايعذبون بإتيان أمور مباحة للعالمين من غير شرط الإيمان، بخلاف ذبائح المجوس فإنها كالميتة يحرم أكلها على سائر الناس، فيعذب الكفار كما يعذبون بترک الإيمان، وترک سائر الواجبات المتوقفة على الإيمان، وإتيان المنهيات، قال الله تعالىٰ: ﴿ماسلككم في سقر، قالوا لم نک من المصلين﴾ الآية. وفائدة هذا القول التفرقة بين ذبائح المسلمين ونسائهم، فإن ذبائح المسلمين حلال على كافة الناس من غير اشتراط الإيمان بخلاف نسائهم، فإنه يشترط لحل مناكحتهم الإيمان .... والسر في ذلک ماذكرنا أن حل أكل ذبائح المسلمين غير مشروط بالإيمان، بخلاف حل نسائهم". (التفسير المظهري: ۳/۴۰، (سورة المائدة: ۵)، حافظ كتب خانه كوئٹه)

تمہارے لئے ان کوکھلانا جائز نہ ہوتا''(۱)۔

ان دونوں تفسیروں سے شبہ رفع ہوسکتا ہے اور اس سے پہلی آیت سے مقصود یہ ہے کہ چونکہ اہل کتاب اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، اس لئے ان کا ذبیحہ تمہارے لئے جائز ہے۔ اگر معلوم ہوجائے کہ انہوں نے اللہ کے علاوہ کسی اَور کے نام پر ذبح کیا ہے تو وہ جائز نہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے(۲)۔

''واؤ'' حالیہ مان کر مطلب مذکور فی السوال بیان کرنے میں تأمل ہے، کیونکہ جب خدا کے نام پر جانور ذبح کردیا گیا تو وہ حلال ہوگیا، خواہ اہل کتاب مسلمانوں کے ذبیحہ کو حلال سمجھیں یا نہ، اس سے کچھ نہیں اثر پڑتا۔ شریعت کا مسئلہ ان کے سمجھنے پر موقوف نہیں۔

کفار کے برتنوں میں کھانے کے متعلق یہ ہے کہ ان کی پاکی کا یقین ہوتو بلا کراہت ان میں کھانا درست ہے، اگر ناپاکی کا یقین ہوتو ان میں کھانا بالکل ناجائز ہے۔ اگر کچھ علم نہ ہو اور مسلمان کا پاک برتن موجود ہوتو احوط یہ ہے کہ مسلمان کے برتن میں کھائے، اگر مسلمان کا برتن موجود نہ ہوتو کافر کے برتن میں بھی کھانا جائز

(۱) ''﴿وطعامکم حل لهم﴾ فلا جناح علیکم أن تطعموهم؛ لأنه لو کان حراماً علیهم طعام المؤمنین، لما ساغ لهم إطعامهم''. (تفسیر المدارک: ۱/۳۰۷، (سورة المائدة: ۵)، قدیمی)

''﴿وطعامکم حل لهم﴾. فلا علیکم أن تطعموهم وتبیعوه منهم، ولو حرم علیهم، لم یجز ذلک''. (التفسیر البیضاوی: ۱/۲۱۲، (سورة المائدة: ۵)، کتب خانه رحیمیه یوپی دیوبند)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿إنما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما أهلّ به لغیر الله﴾. (سورة البقرة: ۱۷۳)

''قال فی الکفایة: إنما یحل ذبیحة الکتابی فیما إذا لم یذکر وقت الذبح اسم غزیر أو اسم المسیح، وأما إذا ذکر فلا یحل، کما لایحل ذبیحة المسلم إذا ذکر وقت الذبح اسم غیر الله تعالیٰ لقوله تعالیٰ: ﴿وما أهل به لغیر الله﴾. فحال الکتابی فی ذلک لایکون أعلی من حال المسلم .... والصحیح المختار عندنا هو القول الأول یعنی ذبائح الکتابی تارکاً التسمیة عامداً، أو علی غیر اسم الله تعالیٰ لایؤکل إن علم ذلک یقیناً، أو کان غالب حالهم ذلک''. (التفسیر المظهری: ۳/۴۰، (سورة المائدة: ۵)، حافظ کتب خانه کوئٹه)

ہے، حرام نہیں(۱) اور آیت: ﴿وطعام الذین أوتوا الکتاب حل لکم، وطعامکم حل لھم﴾(۲) میں ذبیحہ مراد ہے، کما صرح بہ الرازی فی أحکام القرآن(۳)۔

حدیث شریف سے خود دیکھ کر بغیر استاد سے پڑھے ہر شخص مسئلہ نہیں نکال سکتا، جیسا کہ بغیر استاد سے پڑھے طب کی کتاب دیکھ کر ہر شخص اس سے اپنا، یا دوسرے مریض کا علاج نہیں کر سکتا، اس لئے یا تو حدیث شریف کو باقاعدہ کسی ماہر استاد سے پڑھنا چاہیے، تاکہ ہر حدیث کا مطلب خوب واضح طور پر سمجھ میں آجائے اور

---

(۱) "قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ: ویکرہ الأکل والشرب فی أوانی المشرکین قبل الغسل، ومع ھذا لو أکل أو شرب فیھا قبل الغسل، جاز، ولایکون آکلاً ولا شارباً حراماً. وھذا إذا لم یعلم بنجاسة الأوانی، فأما إذا علم، فإنہ لا یجوز أن یشرب و یأکل منھا قبل الغسل، و لو شرب أو أکل، کان شارباً وآکلاً حراما". (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراھیة، الباب الرابع عشر فی أھل الذمة، الخ: ۵/۳۴۷، رشیدیہ)

"ولا یأکلون من أطعمة الکفار ثلاثة أشیاء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا یطبخون فی قدورھم حتی یغسلوھا". (النتف فی الفتاوی، کتاب الجھاد، باب مالایؤکل من أطعمة الکفار، ص: ۴۳۵، سعید)

"والأکل والشرب فی أوانی المشرکین مکروہ، ولابأس بطعام المجوس إلا ذبیحتھم و فی الأکل معھم. وعن الحاکم عبد الرحمن: لو ابتلی بہ المسلم مرةً أو مرتین، لا بأس بہ، أما الدوام علیہ فمکروہ". (خلاصة الفتاوی، کتاب الکراھیة، الفصل الثالث فیما یتعلق بالمعاصی: ۴/۳۴۶، رشیدیہ)

"عن أبی ثعلبة الخشنی قال: سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قدور المجوس قال: "أنقوھا غسلاً واطبخوا فیھا". (جامع الترمذی، کتاب أبواب السیر، باب ماجاء فی الانتفاع بآنیة المشرکین: ۲/۲۸۴، سعید)

(۲) (سورة المائدة: ۵)

(۳) "﴿وطعام الذین أوتو الکتاب حل لکم﴾. روی عن ابن عباس وأبی الدرداء والحسن ومجاھد وإبراھیم وقتادة والسدی أنہ ذبائحھم، وظاھرہ یقتضی ذلک؛ لأن ذبائحھم من طعامھم. ولو استعملنا اللفظ علی عمومہ، لانتظم جمیع طعامھم من الذبائح وغیرھا، والأظھر أن یکون المراد الذبائح خاصة". الخ. (أحکام القرآن للجصاص، قبیل باب تزویج الکتابیات: ۲/۳۲۴، دارالکتب العربی بیروت)

کوئی شبہ ہوتو استاد حل کردے یا علماء نے احادیث کو سمجھ کر جو مسائل اور مطالب بیان فرمائے ہیں ان پر اکتفا کرنا چاہیے۔ نیز حضرت مولانا تھانوی کا ایک رسالہ "الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد" ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ۶/ ۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۱۲/ جمادی الثانی/ ۵۵ھ۔

غیر مسلم کے ہوٹل میں کھانا

سوال[۸۵۹۰]: ایک شخص نے غلطی سے مسلم ہوٹل سمجھ کر غیر مسلم کے ہوٹل میں دال اور چاول کھایا، اس ہوٹل میں جھٹکے کا گوشت بھی پکتا ہے، لیکن اس نے گوشت نہیں کھایا، صرف دال اور چاول کھایا(۱)۔ تو یہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب جھٹکے کا گوشت یا کوئی اَور ناپاک وحرام چیز نہیں کھائی تو کوئی حرج نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲/ ۱۱/ ۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲/ ۱۱/ ۹۰ھ۔

---

(۱) "جھٹکا: تلوار مار کر جانور کی گردن کاٹنا، جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے"۔ (فیروز اللغات، ص: ۴۹۲، فیروز سنز لاهور)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿اليوم أحل لكم الطيبات وطعام الذين أوتو الكتٰب حل لكم﴾ (سورة المائدة: ۵)

قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالیٰ تحت الآية المذكورة: عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما: أن المراد به الذبائح؛ لأن غيرها لم يختلف فی حله، وعليه أكثر المفسرين". (روح المعانی، (سورة المائدة): ۶ /۶۵، دار إحياء التراث العربی بيروت)

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جمہور امت کے نزدیک اس جگہ طعام سے مراد صرف اہل کتاب کے ذبائح کا گوشت ہے، کیونکہ گوشت کے سوا دوسری اشیاء خوردنی میں اہل کتاب اور دوسرے کفار میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں، کھانے پینے کی خشک چیزیں گیہوں، چنا، چاول اور پھل وغیرہ ہر کافر کے ہاتھ کا حلال وجائز ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، اور جس کھانے میں انسانی صنعت کو دخل ہے، =

غیر مسلم کے ہاتھ بھیجا ہوا گوشت کھانا

سوال[۸۵۹۱]: زید نے ایک ہرن کا شکار کیا اور اس کی ایک ران اپنے دوست بکر کو اپنے غیر مسلم ملازم کے ہاتھ اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں میں بھیجی۔ تو یہ گوشت بکر کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز ملازم کو زید نے بکر کے نام کا پرچہ بھی دیا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسلمان نے شرعی طور پر شکار کر کے اس کی ایک ران اپنے غیر مسلم ملازم کے ہاتھ پرچہ دے کر اپنے دوست کے پاس بھیجی تو اس دوست کو اس کا کھانا درست ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کافر ملازم کے ذریعہ گوشت منگانا

سوال[۸۵۹۲]: اگر کافر ملازم ہو، اس سے گوشت منگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں منگانا چاہیے، خدا جانے حلال لائے گا یا حرام، اور اس میں اس کا قول معتبر نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

= اس میں چونکہ کفار کے برتنوں اور ہاتھوں کی طہارت کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے، بلاضرورت شدیدہ استعمال نہ کریں، مگر اس میں جو حال مشرکین بت پرستوں کا ہے، وہی اہل کتاب کا ہے کہ نجاست کا احتمال دونوں میں برابر ہے''۔ (معارف القرآن، سورۃ المائدۃ: ۳/۴۹، ۵۰، ادارۃ المعارف کراچی)

(۱) "ولايقبل قول الكافرين في الديانات إلا إذا كان قبول قول الكافر في المعاملات يتضمن قبوله في الديانات، فحينئذٍ تدخل الديانات في ضمن المعاملات، فتقبل قوله ضرورةً، كذا في التبيين. من أرسل أجيراً له مجوسياً أو خادماً، فاشترى لحماً فقال: اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم، وسعه أكله، اهـ". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتب الكراهية، الباب الأول في العمل بخبر الواحد: ۵/۳۰۸، رشيديه)

(۲) "(ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة، الخ)" قال الزيلعي رحمه الله تعالىٰ: "وهذا سهو؛ لأن الحل =

غیر مسلم باورچی کا پکایا ہوا گوشت

سوال[۸۵۹۳]: میں جس بورڈنگ میں رہتا ہوں، پکانے والے باورچی سب ہندو ہیں۔ گوشت دوطرح کا پکتا ہے: جھٹکا اور حلال بھی (۱)، زیادہ لوگ جھٹکے کا کھانے والے ہیں۔ ایسی حالت میں کیا مسلمان طلبہ گوشت ہندو کا پکا ہوا کھا سکتے ہیں؟ جبکہ وہ کہتا ہے کہ ہم مسلمان طلباء کے لیے گوشت علیحدہ پکاتے ہیں، یا سبزیوں اور دال پر اکتفاء کیا جائے، جیسا کہ غیر گوشت خور ہندو طلباء کرتے ہیں، یا ان کے کہنے پر ایسا ہی گوشت کھالیا جائے؟ مگر احتمال یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ بوٹی ادھر ادھر ڈال دی جائے، یا ایک چمچ سے دوطرح کے گوشت کو وقتاً فوقتاً چلا دیا جائے۔ مسلمان طلبہ آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ اگر کسی نے مسئلہ پوچھنے سے پہلے یہ گوشت دیدہ ودانستہ ہندو کے ہاتھ پکا ہوا کھایا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جبکہ پکانے والا ایک ہی شخص ہے جو کہ غیر مسلم ہے اور وہ دونوں گوشت حلال وحرام ذبیحہ وجھٹکا پکاتا ہے تو احتیاط دشوار ہے۔ ایک گوشت میں چمچ چلا کر دوسرے میں چلا دیا اور ایک کی بوٹی ومصالحہ دوسرے میں آجانا

= والحرمة من الديانات، و لا يقبل قول الكافر في الديانات، وإنما يقبل قوله في المعاملات خاصةً للضرورة، ولأن خبره صحيحٌ لصدوره عن عقل و دين يعتقد فيه حرمة الكذب، والحاجة ماسّة إلى قبول قوله، لكثرة وقوع المعاملات. ولا يقبل في الديانات، لعدم الحاجة، إلا إذا كان قبوله في المعاملات يتضمن قبوله في الديانات، فحينئذ تدخل الديانات في ضمن المعاملات، فيقبل فيها ضرورةً، و كم من شيء يصحّ ضمناً وإن لم يصح قصداً، ألا ترى أن بيع الشرب وحده لا يجوز و تبعاً للأرض يجوز، هكذا هنا يدخل، حتى إذا كان له خادم أو أجير مجوسيّ فأرسله ليشتري له لحماً، فقال: اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم، وسعه أكله. وإن قال: اشتريته من مجوسيّ، لايسعه أكله .... وإن كان لايقبل قوله فيها قصداً بأن قال: هذا حلال و هذا حرام " (تبيين الحقائق كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ٢٧/٧ دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ٣٤٣/٨ بيروت، رشيديه)

(۱) ''جھٹکا: تلوار مار کر جانور کی گردن کاٹنا، جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے''۔(فيروز اللغات، ص: ٢٩٢، فيروز سنز لاهور)

بعید از قیاس نہیں ہے۔اور ظاہر ہے کہ اس کے کہنے کے باوجود کہ ''میں مسلمان کے لئے حلال گوشت علیحدہ پکاتا ہوں''، مسلم طلباء کو اس کا پکایا ہوا گوشت نہیں کھانا چاہیے، اس کا یہ قول شرعاً قابلِ عمل نہیں ہے (۱)۔ سبزی وغیرہ پر کفایت کریں جس میں مخلوط چمچہ چلانے کا گمان نہ ہو، یا پھر دوسرا انتظام کریں۔ جس نے دیدہ ودانستہ اس کا پکایا ہوا گوشت اس کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے کھالیا اس نے غلطی کی، آئندہ احتیاط کرے اور غلطی پر استغفار کرے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹۱/۳/۳۰ھ۔

کافر کے گھر کا گوشت کھانا

سوال [۸۵۹۴]: کافر کے ہاں گوشت کھانا کیسا ہے جب کہ وہ کہیں کہ یہ حلال ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں ان کا قول شرعاً معتبر نہیں، لہذا گوشت نہیں کھانا چاہیے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

---

(۱) (سيأتي تخريجه تحت عنوان: کافر کے گھر کا گوشت کھانا)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿يأيها الذين امنوا توبوا إلى الله توبةً نصوحاً﴾ (سورة التحريم: ۸)

وقال الله تعالىٰ: ﴿قل يعبادى الذين أسرفوا على أنفسهم لاتقنطوا من رحمة الله، إن الله يغفر الذنوب جميعاً﴾. (الزمر: ۵۳)

"عن عبدالله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" (مشكوة المصابيح، كتاب الدعوات، ص: ۲۰۶، قديمى)

(وسنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۱۳، قديمى)

(۳) "(ويقبل قول الكافر فى الحل والحرمة، الخ) قال الزيلعى رحمه الله تعالىٰ: "وهذا سهو؛ لأن الحل والحرمة من الديانات، و لا يقبل قول الكافر فى الديانات، وإنما يقبل قوله فى المعاملات خاصةً للضرورة، ولأن خبره صحيحٌ لصدوره عن عقل و دين يعتقد فيه حرمة الكذب، والحاجة ماسّة إلى قبول قوله، لكثرة وقوع المعاملات. ولا يقبل فى الديانات، لعدم الحاجة، إلا إذا كان قبوله فى المعاملات يتضمن قبوله فى الديانات، فحينئذ تدخل الديانات فى ضمن المعاملات، فيقبل فيها ضرورةً، و كم من =

کافر کا پکایا ہوا گوشت

سوال[۸۵۹۵]: ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مسلمان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کا گوشت اگر کافر پکائے یا بنائے تو اس کا کھانا حرام ہے، اگر کسی غیر مسلم باورچی سے گوشت بنوار ہا ہے اور باورچی اکیلا رہ جائے تو وہ گوشت مسلمان کے لئے حرام ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً:

کسی گوشت کے حلال وحرام ہونے کے متعلق کافر کے قول کا اعتبار نہیں، مثلاً: اگر کوئی کافر کوئی گوشت خرید کر پکائے اور کہے کہ "یہ گوشت حلال ہے" تو یہ قول معتبر نہیں، لیکن کسی مسلمان نے مسلم کا ذبیحہ کسی کافر کو دیا کہ اس کو پکا دو اور اس کے برتن بھی پہلے پاک کر دیئے اور خود وہ مسلمان وہاں موجود نہیں رہا اور کافر کہے کہ یہ وہی گوشت ہے جو آپ نے دیا تھا اور آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے پکا دیا تو اس کا قول معتبر ہوگا اور اس گوشت کو نجس یا حرام نہیں کہا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی کافر کو گوشت دیا کہ یہ ہمارے مکان پر پہنچا دو اور اس نے پہنچا دیا تو وہ بھی نجس یا حرام نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی کافر کو پیسے دیئے اور کہا کہ عبدالرحمن کی دکان سے گوشت خرید لاؤ وہ خرید لایا تو وہ گوشت نجس یا حرام نہیں ہوگا۔ اسی قسم کے مسائل شامی، و دیگر کتب میں موجود ہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۱۱/۲۲ھ۔

= شيء يصح ضمناً وإن لم يصح قصداً، ألا ترى أن بيع الشرب وحده لا يجوز و تبعاً للأرض يجوز، هكذا هنا يدخل، حتى إذا كان له خادم أو أجير مجوسيّ فأرسله ليشترى له لحماً، فقال: اشتريته من يهودى أو نصرانى أو مسلم، وسعه أكله. وإن قال: اشتريته من مجوسيّ، لايسعه أكله .... وإن كان لايقبل قوله فيها قصداً بأن قال: هذا حلال و هذا حرام " (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل فى الأكل والشرب: ۲۷/۷ دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى الأكل والشرب: ۳۴۳/۸، رشيديه)

(۱) "إذا كان له خادم أو أجير مجوسى فأرسله ليشترى له لحماً، فقال: اشتريتُه من يهوديّ أو نصرانيّ أو =

شیعہ کے گھر کا کھانا

سوال[۸۵۹۲]: اہلِ تشیع کے گھر کھانا اوراس سے برتاؤ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اہلِ تشیع کے اکثر واقعات سنے ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت کونجاست کھلا دیتے ہیں، اس لئے ان کے گھر کھانا خلافِ احتیاط ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور، ۱/۱/۵۷ھ۔

= مسلم، وسعه أكله. وإن قال: اشتريته من مجوسيّ، لا يسعه أكله؛ لأنه لما قبل في الشراء منه، لزمه قبوله في حق الحل والحرمة ضرورةً، لما ذكرنا وإن كان لا يقبل قوله فيه قصداً بأن قال: هذا حلال و هذا حرام". (تبيين الحقائق كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشُرب: ۲۷/۷، دارالكتب العلمية.بيروت)

(وكذا في البحر الرائق كتاب الكراهية: ۳۴۳/۸، بيروت، رشيديه)

"ويقبل قول الكافر ولو مجوسياً قال: اشتريت اللحم من كتابي فيحل، أو قال: اشتريته من مجوسي، فيحرم، ولايرده بقول الواحد، وأصله أن خبر الكافر مقبول بالإجماع في المعاملات لافي الديانات، وعليه يحمل قول الكنز: ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة يعني الحاصلين في ضمن المعاملات، لامطلق الحل والحرمة، كما توهمه الزيلعي". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة: ۳۴۴/۶، ۳۴۵، سعيد)

(۱) "تعصبِ بست وکیم: دربسیاراز کتبِ ایشاں واقع است کہ اہل سنت نجس تر انداز یہود ونصاری، اگر بدن ایشان چیزے برسد آنرا باید شست، حالانکہ آلودگی بگوہ انسان رانجس نمیرانند، شاید اہلِ سنت رااز دائرۂ انسانیت بلکہ فضلہ بودنی انسان نیز خارج کردند، آرے المرأ یقیس علی نفسہ"۔(تحفۂ اثناء عشریہ، باب یازدھم، فصل دوم: در تعصباتِ شیعہ، ص: ۳۵۹، سہیل اکیڈمی لاھور)

"(ويقبل قول كافر) ولو مجوسياً (قال: اشتريت اللحم من كتابي، فيحل، أو قال) اشتريته (من مجوسي فيحرم) ولا يرده بقول الواحد".

"وأصله أن خبر الكافر مقبول بالإجماع في المعاملات لا في الدايانات، وعليه يحمل قول الكنز. ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة يعني الحاصلين في ضمن المعاملات لامطلق الحل والحرمة، كما توهمه الزيلعي". (الدرالمختار، كتاب الحظروالإباحة: ۳۴۴/۶، ۳۴۵، سعيد) =

شیعہ کے گھر کا کھانا

سوال[۸۵۹۷]: شیعہ اپنے کو صحیح مسلمان کہتے ہیں اور تین صحابہ کو برا کہتے ہیں: ا-حضرت ابوبکر صدیق، ۲-حضرت عمر فاروق، ۳-حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ مسلمان ان کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھیں، ان کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

ان روافض سے پوری احتیاط برتی جائے، یہ سنی لوگوں کو نجس کھلانا ثواب اور ضروری سمجھتے ہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۱/۸۸ھ۔

بھنگی کے لڑکے کو مسلمان ظاہر کر کے اس کے ساتھ کھانا پینا

سوال[۸۵۹۸]: ایک شخص نے بھنگی کے لڑکے کو مسلمان ظاہر کیا اور اس کے ساتھ کھایا پیا۔ اب یہ شخص پاک رہا یا ناپاک، کیا اس شخص کو اپنے سے علیحدہ کر دیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

بھنگی کے لڑکے کو مسلمان ظاہر کر کے اس کے ساتھ کھانے پینے کی وجہ سے وہ مسلمان لڑکا ناپاک نہیں ہوا، ہرگز اس کو اپنے سے الگ نہ کریں، وہ مسلمان ہے پاک ہے (۲)۔ البتہ غیر مسلم کو مسلمان ظاہر کرنا خلافِ

= عبارتِ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان جیسے واقعات کا ظہور پذیر ہونا بعید از قیاس نہیں، اور حدیث میں مشکوک اشیاء سے اجتناب کی ترغیب دی گئی ہے:

"عن أبي الحوراء السعيد قال: قلت لحسن بن علي رضي الله تعالىٰ عنه: ماحفظت من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ قال: حفظت من رسول الله عليه وسلم .... "دع مايريبك إلى مالايريبك". (جامع الترمذي، قبيل أبواب صفة الجنة: ۲/۷۸، سعيد)

(۱) (تقدم تخريجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

(۲) "ونجاسة المشرك في اعتقاده، لا في ظاهره". (الهداية، كتاب أدب القاضي: ۳/۱۳۵، مكتبه شركت علميه ملتان) .... =

واقعہ اور جھوٹ ہے(۱) اور اس قسم کا میل جول بھی اس کے ساتھ درست نہیں (۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۵/ ۶/ ۸۸ھ۔

بھنگی چمار کے گھر کا گھی

سوال[۸۵۹۹]: ہندو، چمار، بھنگی وغیرہ کے ہاں کا گھی اور کوئی تَرشی کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس میں ناپاکی کا یقین یا ظنِ غالب ہو تو اس کا کھانا بالکل ناجائز ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہے کہ اس میں کوئی ناپاکی نہیں تو اس کا لینا اور کھانا درست ہے(۳)۔ اور اگر کچھ علم نہ ہو تو چوں کہ یہ لوگ اکثر ناپاک رہتے

"وأما نجاسة المشرک، ففی الاعتقاد علی معنی التشبیه". (ردالمحتار، کتاب أدب القاضی، مطلب فی العمل بالسجلات وکتب الأوقاف القدیمة: ۵/ ۳۷۲، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب القضاء، فصل فی التقلید: ۶/ ۴۶۷، رشیدیه)

"و لا بأس بطعام المجوس إلا ذبیحتهم والأکل معهم". (خلاصة الفتاوی، کتاب الکراهیة، الفصل الثالث فیما یتعلق بالمعاصی: ۴/ ۳۴۶)

"الاستفسار: هل یجوز الأکل مع الکافر؟ الاستبشار: إن کان ذلک مرةً أو مرتین، یجوز؛ لأن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أکل مع کافرة، فحملناه علی ذلک، ولکن یکره المداومة علیه، کذا فی نصاب الاحتساب". (نفع المفتی والسائل من مجموعة رسائل اللکهنوی، کتاب الحظر والإباحة، والأکل والشرب: ۴/ ۱۴۸)

(۱) "الکذب نقیض الصدق، فالکذب هو عدم مطابقة الخبر للواقع". (قواعد الفقه، ص: ۴۴۰، الصدف پبلشرز)

(۲) "لأن معهم الشرک الذی هو بمنزلة النجس، ولأنهم لایتطهرون و لایغتسلون و لا یجتنبون النجاسات، فهی ملابسة لهم". (تفسیر المدارک، (سورة التوبة: ۲۸): ۱/ ۴۹۲، قدیمی)

(وکذا فی التفسیرات الأحمدیة: ۴۵۵، مکتبه حقانیه پشاور)

(۳) "ویکره الأکل والشرب فی أواني المشرکین قبل الغسل .... وهذا إذا لم یعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا یجوز أن یأکل و یشرب .... و لا بأس بطعام المجوس کله إلا الذبیحة، فإن =

ہیں اس لئے ان سے ایسی شئ نہیں لینی چاہیے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۸/۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف۔

چمار بھنگی کا کھانا

سوال[۸۶۰۰]: ہر انسان کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک، اور چمار، بھنگی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر انسان کا جھوٹا پاک ہے بشرطیکہ اس میں نجاست نہ ملی ہو(۲)۔ چمار، بھنگی نے اگر پاک کھانا، پاک برتن اور پاک ہاتھ سے پکایا ہوتو وہ بلاتردد پاک ہے(۳)۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/صفر/۶۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/صفر/۶۹ھ۔

= ذبيحتهم حرام". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة، الخ: ۳۴۷/۵، رشديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي: ۳۴۶/۴، رشيديه)

(۱) "لأن معهم الشرك الذي هو بمنزلة النجس، ولأنهم لا يتطهرون ولا يغتسلون و لا يجتنبون النجاسات، فهي ملابسة لهم". (تفسير المدارك: ۴۹۲/۱، قديمي)

(وكذا في التفسيرات الأحمدية، ص: ۴۵۵، حقانيه پشاور)

(۲) "فسور آدمي مطلقاً و لو جنباً أو كافراً .... طاهرٌ. و سور خنزير .... وشارب خمر فور شربها فنجس". (الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة مطلب في السور: ۲۲۲/۱، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الطهارة: ۱۰۴/۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطهارة: ۲۲/۱، رشيديه)

(۳) "و نجاسة المشرك في اعتقاده، لا في ظاهره". (الهداية، كتاب أدب القاضي: ۱۳۵/۳، مكتبه شركت علميه ملتان) .... =

چماریوں سے چوری کا ساگ خریدنا

سوال[۸۶۰۱]: چنے وغیرہ کا ساگ جو چماریاں فروخت کرتی ہیں، یہ اکثر چوری کا ہوتا ہے، خود چماریوں سے اس کی تحقیق کی گئی۔ تو کیا یہ خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جس ساگ وغیرہ کے متعلق خصوصیت سے معلوم ہو کہ یہ بغیر مالک کی اجازت کے چرا کر لائی ہے، اس کا خریدنا ناجائز ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/۱۱/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۹/ ذیعقدہ/ ۱۳۵۷ھ۔

ہندو دھرم میں گوشت کھانا

سوال[۸۶۰۲]: گذارش ہے گوشت کے اوپر فتویٰ دینے کی مہربانی کریں، مسلمان بھائی بڑے بڑے نمازی کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں گوشت بکری، گائے، بھینس، پرندوں کا، مرغی کا جائز ہے، بڑے بڑے مولوی صاحب بھی یہی فرماتے ہیں۔ قرآن میں ہر بات ہندو دھرم کی کتابوں سے مثلاً: گیتا وغیرہ سے ملتے ہیں۔ شراب، جوا، چوری وغیرہ جتنی باتیں قرآن کے اندر ہیں اتنی ہی ہندو دھرم کی کتابوں میں گیتا، گرنتھ میں ہے۔ جس طرح اسلام کے اندر پیغمبر، اولیاء مخلوقات کو صحیح راستہ دکھانے آئے اور چلے گئے، اسی طرح ہندو دھرم کے اندر گرونانک، گرو گوبند سنگھ، رام چندر آئے اور چلے گئے۔

اللہ (ایشور) ایک ہے، مسلمان ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ سب کا اللہ جب ایک ہے تو پھر کیا بات ہے کہ

= (وكذا في رد المحتار، كتاب القضاء، مطلب في العمل بالسجلات، الخ: ۶/۴۶۱، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب القضاء: ۶/۴۶۷، رشيديه)

(۱) "وبطل بيع ماليس في ملكه.......... وحكمه عدم ملك المشتري". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد. ۵/۵۸، ۵۹، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: ۶/۱۱۹، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: ۴/۳۶۵، دار الكتب العلمية بيروت)

ہندو دھرم کے جتنے پیغمبر، اولیاء آئے، گوشت کھانا انسان کے لئے سخت منع کر گئے؟ اچھے اچھے چوٹی کے سنت مہاتما انس یعنی گوشت کھانا سخت منع کر گئے۔ اسلام کے اندر قرآن کے اندر گوشت کھانا انسان کے لئے منع کیا ہے یا نہیں؟ اس پر اپنا فتوی دیں۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے گوشت کھایا تھا، یا وہ برابر کھاتے تھے یا نہیں؟ مخلوقات کھاتی ہے، کھانے دو، جو قرآن شریف میں لکھا ہے، جو پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اولیاء اللہ کہتے ہیں اس کا جواب دیں۔ اللہ جب ایک ہے تو اس کا حکم مخلوقات کے لئے مسلم و ہندو کے لئے ایک ہی ہے، اس کا قانون سب کے لئے ایک ہے۔

المستفتی: دیارام ہری رام، کمیشن ایجنٹ، ہلدوانی ضلع نینی تال۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اسلام نے چند مخصوص جانوروں کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے جس کو مسلمان کھا سکتے ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ والأنعام خلقها لكم فيها دفء و منافع، و منها تأكلون ﴾۔ (سورة نحل: آیت : ۵)۔

"اور اس نے چوپایوں کو بنایا اور اس میں تمہارے جاڑے کا سامان ہے، اُور بھی بہت سے فائدے ہیں، اور ان میں سے تم کھاتے ہو"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿ أولم يروا أنا خلقنا لهم مما عملت أيدينا أنعاماً فهم لها مالكون، وذللناها لهم، فمنها ركوبهم، و منها يأكلون ﴾ (سورة يس، آیت : ۷۱، ۷۲)۔

''کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مویشی پیدا کئے، پھر یہ لوگ ان کے مالک بن رہے ہیں اور ہم نے ان مویشی کو ان کا تابع بنادیا، سو ان میں بعضے تو ان کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں''۔

اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے بھی گوشت تناول فرمایا ہے:

"و أكل لحم الجزور و الضأن والدجاج و لحم الحبارى و لحم حمار الوحش و الأرنب

وطعام البحر". زاد المعاد: ۲/۳۸(۱)۔

رہی یہ بات کہ ہندوؤں کے رشیوں اور مہاتماؤں نے بھی گوشت کھایا ہے کہ نہیں تو ان کی کتابوں اور شاستروں میں یہی لکھا ہے کہ ان میں گوشت کھانے کا رواج تھا اور مہمان کی آمد پر اس کے استقبال وتواضع کے لئے جانور ذبح کئے جاتے تھے، چنانچہ ڈاکٹر رام چندر لال مترا (جو ایک ہندو خاندان سے تعلق رکھتے ہیں) نے اپنی کتاب کے ایک باب میں لکھا ہے اور جس کو "سوامی بھومانند جی" نے مع مقدمہ شائع کیا ہے، جس کا نام "قدیم ہندوؤں میں گاؤخوری" ہے، اس میں لکھا ہے:

"منوجی جانداروں کو غذا کے طور پر ہر موسم میں استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں، منوجی کا ارشاد ہے: گوشت خرید کر، یا اسے دوسرے کی امداد سے حاصل کر کے جو شخص دیوتاؤں اور روحوں کی پرستش کرنے کے بعد اسے کھاتا ہے کوئی گناہ نہیں کرتا"۔ (منتر: ص: ۳۲، رسالہ مذکور)

ہندوؤں کے مقدس اور بزرگ شاعر اسکیلی جب اپنے بھائی "رشی وششٹ" کے استقبال کی تیاری کرتے ہیں تو کئی بچھڑوں کو اپنے مہمانوں کی تواضع کے لئے ذبح کرتے ہیں (رسالہ مذکورہ):

"وششٹ کی باری بھی جب آئی تو وشوامر جنک اور دوسرے رشیوں اور دوستوں کی ضیافت کے لئے موٹا بچھڑا ذبح کیا" (رسالہ مذکور)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۳/۴/۸۸ھ۔



(۱) (زاد المعاد، فصل في هديه في الأكل: ۱/۱۴۷، مؤسسة الرسالة بيروت)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: أتِيَ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بلحم، فرفع إليه الذراع، وكانت تعجبه، فنهس منها". (مشكوة المصابيح، كتاب الأطعمة، الفصل الثاني: ص: ۳۶۲، قديمي)

الفصل الثانی فی الأکل مع الفساق

(فاسق کے ساتھ کھانا کھانے کا بیان)

فاسق معلن کے گھر کھانا

سوال[۸٦۰۳]: زید کے گھر میں بغیر نکاح کے ایک عورت رکھی ہوئی ہے اور اس کے بچہ بھی پیدا ہوگیا ہے اور زید اس سے اعلانیہ زنا کرتا ہے۔ اور لوگ زید کو کہتے ہیں کہ اس سے نکاح کر لے اور وہ نکاح نہیں کرتا اور زید کے گھر بیوی بھی ہے۔ زید کے گھر کی روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"إذا دعيتَ إلى وليمة، فإن لم يكن ماله حراماً ولم يكن فيها فسق، فلا بأس بالإجابة. وإن كان ماله حراماً، فلا تجبه. وكذلك إن كان فسقه معلناً، فلا تُجبُه يعلم أنك غير راض بفسقه". بستان فقيه أبي الليث، ص: ۸۰(۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ فاسق معلن کے گھر کھانا نہیں چاہیے تاکہ اس سے معلوم ہو جائے کہ تم اس کے فسق سے راضی نہیں ہو۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/۱۱/۵٦ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: سعید احمد غفی لہ، ۵/ ذی قعدہ/ ۵٦ھ۔

---

(۱) (بستان الفقيه أبي الليث السمرقندیؒ (مترجم)، باب إجابة الدعوة، ص: ۱۳۳ مطبع فاروقی هند)

"ولو دعي إلى وليمة فيها فسق، يمتنع من الإجابة إن كان زجراً لهم". (الملتقط فی الفتاوی الحنفية، كتاب الآداب، ص: ۲۵۷ مكتبه حقانيه)

(وكذا فی ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/۳۴۷، سعيد)

"لا يجيب دعوة الفاسق المعلن، ليعلم أنه غير راض بفسقه". (الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب =

شراب نوش کے ساتھ کھانا پینا

سوال [۸۶۰۴]: اگر کوئی مسلمان شرابی ہوتو اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یانہیں؟ اگر ایک ہی پیالہ میں کھایا جائے تو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگر شراب اس کے ہاتھ ومنہ پر نہ لگی ہوتو اس کے ساتھ کھانے میں مضائقہ نہیں (۱)۔ اگر اس کی اصلاح، ساتھ نہ کھانے سے متوقع ہوتو ساتھ نہ کھائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ۔

گڑیا اور تصویر بیچنے والے کے یہاں کھانا

سوال [۸۶۰۵]: جو شخص گڑیاں یا تصویریں فروخت کرتے ہوں تو ان کے یہاں کا کھانا جائز ہے یانہیں؟

۲/ ربیع الاول/ ۵۷ھ۔

الجواب حامداً ومصلياً:

جس کے پاس گڑیوں اور تصویروں کی صرف ناجائز آمدنی ہے، اس کے گھر کا کھانا ناجائز ہے، البتہ وہ

= الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات: ۵/۳۴۳، رشيديه)

(وكذا في مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية: ۴/۳۳۹، رشيديه)

(۱) "فسور آدميّ مطلقاً .... طاهرٌ. و سور خنزير .... و شارب خمر فور شربها .... نجسٌ". (الدرالمختار). قال العلامة الشامي: "(قوله: فور شربها الخ): أي بخلاف ما إذا مكث ساعةً ابتلع ريقه ثلاث مرات بعد لحس شفتيه بلسانه و ريقه، ثم شرب، فإنه لا ينجس" (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السور: ۱/۲۲۲، ۲۲۳، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الطهارة: ۱/۱۰۴ دارالكتب العلمية بيروت)

(كذا في البحر الرائق، كتاب الطهارة: ۱/۲۲۲، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت المسئلة المتقدمة)

اگر حلال آمدنی سے قرض وغیرہ لے کر کھلائے تو جائز ہے(۱) مقتدا کو پھر بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۳/ ۵۷ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر العلوم، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۶/ ربیع الاول/ ۵۷ھ۔

بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا یا جھوٹا کیسا ہے؟

سوال[۸۶۰۶]: کیا بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا، یا جھوٹا کھانا، یا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) "وعن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها، عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "أشد الناس عذاباً یوم القیامة الذین یضاهون بخلق الله". متفق علیه".

"وعن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "قال الله تعالیٰ: (ومن أظلم ممن ذهب یخلق کخلقی، فلیخلقوا ذرةً، أو لیخلقوا حبةً، أو شعیرةً". متفق علیه".

"وعن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "أشد الناس عذاباً عندالله المصورون". متفق علیه".

"وعن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "کل مصور فی النار یجعل له بکل صورة صورها نفساً، فیعذبه فی جهنم". قال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما: فإن کنت لابد فاعلاً، فاصنع الشجر، ومالا روح فیه". متفق علیه". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، باب التصاویر، الفصل الأول، ص: ۳۸۵، ۳۸۶، قدیمی)

"آکل الربا وکاسب الحرام أهدی إلیه أو أضافه و غالب ماله حرام، لا یقبل و لا یؤکل ما لم یخبره أن ذلک المال أصله حلال و رثه أو استقرضه". (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات: ۳۴۳/۵، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب الکراهیة، الفصل الرابع فی المال من الإهداء والمیراث وغیر ذلک: ۳۴۹/۴، رشیدیه)

(وکذا فی الملتقط، کتاب الآداب، مطلب فی الهدایة الحرام، الخ، ص: ۲۶۸، حقانیه کوئٹه)

الجواب حامداًومصلیاً:

نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہے، لیکن اس کے ہاتھ کا کھانا اور اس کا جھوٹا پانی ناپاک نہیں۔ ہاں! اگر کوئی نجاست اس میں ہوتو ناپاک ہے۔ اگر اس لئے اس کے کھانے پینے سے بچتا ہے کہ وہ نماز پڑھنے لگے تو یہ مستحسن ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/۶/۵۶ھ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۱/ جمادی الثانیہ/ ۵۶ھ۔

بے نمازی عورت کا پکایا ہوا کھانا

سوال[۸۶۰۷]: اگر کوئی عورت نماز نہ پڑھے تو اس کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

درست ہے، البتہ اگر اس کو تنبیہ مقصود ہو تو نہ کھائے (۲)۔ اگر وہ پاکی کا اہتمام نہیں کرتی، اکثر ناپاکی میں ملوث رہتی ہے تو نہ کھانا احوط ہے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۳/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۷/۳/۵۶ھ۔

---

(۱) معاصی اور گناہوں کی بنیاد پر کسی سے بغرضِ اصلاح قطعِ تعلق اور اکل وشرب جائز، بلکہ مناسب اور بہتر ہے، کما قال الملا علی القاری تحت حدیث: "من رای منکم منکراً، فلیغیرہ بیدہ، اھ":

"ثم اعلم أنه إذا كان المنكر حراماً، وجب الزجر عنه، وإذا كان مكروهاً ندب. والأمر بالمعروف أيضاً تبع لما يؤمر به، فإن وجب فواجب، وإن ندب فندب. ولم يتعرض له في الحديث؛ لأن النهي عن المنكر شامل له، إذ النهي عن الشئ أمر بضده، وضد المنهي إما واجب أو مندوب أو مباح، والكل معروف. وشرطهما أن لايؤدي إلى الفتنة، كما علم من الحديث". (مرقاة المفاتيح، كتاب الأداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأل: ۸/۸۲۸، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

(۳) "و عن النعمان بن بشير رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: =

بے پردہ عورت کی کمائی کھانا

سوال[۸۶۰۸]: عورت کی محنت کی کمائی -جس میں بے پردگی ہو- کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

عورت کے ذمہ پردہ لازم ہے(۱)۔ تاہم بے پردگی کی وجہ سے اس کی حلال کمائی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۷/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

آوارہ عورت کے گھر کھانا

سوال[۸۶۰۹]: ایک عورت آوارہ پھرتی ہے کوئی شرم وحیا اس کو نہیں ہے۔ اسی طرح اس کا شوہر بھی ہے، وہ بھی آوارہ ہے۔ تو اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کے پاس حلال اور پاک مال ہے تو آوارگی اور غنڈہ پن کی وجہ سے وہ حرام اور ناپاک

= "الحلال بيّن، والحرام بيّن، وبينهما مشتبهاتٌ لا يعلمهن كثيرٌ من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ص: ۲۴۱، قديمى)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿و قرن في بيوتكن و لاتبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ، وأقمن الصلوة واتين الزكوة وأطعن الله ورسوله﴾ (الأحزاب: ۳۳)

(۲) "ويكره له أن يستأجر امرأةً، حرةً كانت أو أمةً يستخدمها، ويخلوبها لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا يخلونّ رجل بامرأة ليس منها بسبيل، فإن ثالثهما الشيطان". ولأنه لايأمن من الفتنة على نفسه أو عليها إذا خلابها، ولكن هذا النهى لمعنى في غير العقد، فلا يمنع صحة الإجارة، ووجوب الأجر إذا عمل كالنهى عن البيع وقت النداء" (المبسوط للسرخسي، كتاب الإجارة، باب إجارة الرقيق في الخدمة وغيرها: ۱۶/ ۴۲، حبيبه كوئٹه)

نہیں ہوگا(۱)۔لیکن اگر کوئی شخص اس مقصد سے اس کے یہاں کھانے سے انکار کردے کہ اس کی اصلاح ہوجائے تو ٹھیک ہے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۱/۲۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۱/۲۴ھ۔

زنا کی خصلت والی لڑکیوں کے ہاتھ کا کھانا

سوال[۸۶۱۰]: زید کے گھر میں دولڑکی ہیں اور دونوں کی خصلت زنا کی ہے، خواہ زنا کے ذریعہ روپیہ کمائیں یا نہ کمائیں۔ایسے گھروں میں یا ان دولڑکیوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کمینہ اور خبیث خصلت کی وجہ سے ان کا پکایا ہوا کھانا نجس یا حرام تو نہیں ہوجاتا(۳)، البتہ اس کا انتظام ضروری ہے کہ اگر ان کی شادی نہیں ہوئی اس وجہ سے یہ حرکت ہوتی ہے تو جلد از جلد شادی کردی جائے۔ اگر شادی ہوگئی ہے، مگر رخصتی نہیں ہوئی تو جلد از جلد ان کو شوہروں کے مکان پر بھیج دیا جائے، ان کی صحبت سے

---

(۱) چونکہ اصل مال حلال ہے اور مال جب حلال ہو تو وہ اس طرح کے اعمال کی وجہ سے اس کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا اگرچہ ان اعمال کا گناہ اپنی جگہ ہے۔راجع للتخریج المسئلة الآتية.

(۲) "لايجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غير راضٍ بفسقه .... وفي الروضة: يجيب دعوة الفاسق، والورعُ أن لايجيبه". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثاني في الهدايا والضيافات: ۵/۳۴۳، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل الخامس في الأكل: ۳۶۴/۲، رشيديه)

(وكذا في الملتقط في الفتاوىٰ الحنفية، كتاب الآداب، ص: ۳۵۷، حقانيه كوئٹه)

(۳) جب تک ہاتھوں پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو اس کا پکایا ہوا کھانا پاک ہوگا:

"نام أو مشى على نجاسة، إن ظهر عينها تنجس، وإلا لا. ولو وقعت في نهر، فأصاب ثوبه، إن ظهر أثرها، تنجس، وإلا لا". (الدرالمختار، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء: ۱/۳۴۶، سعيد)

دوسری لڑکیاں بھی آس پاس کی خراب ہوں گی، لڑکے بھی خراب ہوں گے، سب معاشرہ گندہ ہو جائے گا(۱)۔ اللہ پاک حفاظت فرمائیں۔ آمین۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، ۹۱/۱۱/۲۵ھ۔

طوائف کے ہاتھ مال فروخت کرنا

سوال[۸۶۱۱]: ایک صاحب کا ہوٹل ایسی جگہ واقع ہے جس کے اطراف طوائف رہتی ہیں، طوائف ان کے ہوٹل سے اشیاء خریدتی ہیں۔ کیا طوائف کے ساتھ تجارت جائز ہے اوران کے ذریعہ ہوٹل والے کو جو آمدنی ہو وہ اس کے لئے حلال ہے، ہوٹل والے کو کیا صورت اختیار کرنی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگر وہ حرام مال سے خریدے تو اس کے ہاتھ فروخت کرنا اوراس حرام مال کا لینا شرعاً جائز نہیں، اگر حلال مال سے خریدے تو درست ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/ربیع الاول/۸۷ھ۔

---

(۱) ''اس صورت میں پہلی آیت تو بطور تمہید کے ہے جس سے اس کے احکام کا خاص اہتمام بیان کرنا مقصود ہے اوراحکام میں سب سے پہلے زنا کی سزا کا ذکر جو مقصود سورت، عفت اوراس کے لئے نگاہوں تک کی حفاظت، بغیر اجازت کسی کے گھر میں جانے اور نظر کرنے کی ممانعت کے احکام آگے آنے والے ہیں۔ زنا کا ارتکاب ان تمام احتیاطوں کو توڑ کر عفت کے خلاف انتہائی حد پر پہنچنا اوراحکام الٰہیہ کی کھلی بغاوت ہے، اسی لئے اسلام میں انسانی جرائم پر جو سزائیں (حدود) قرآن میں متعین کردی ہیں، زنا کی سزا بھی ان تمام جرائم کی سزا سے اشد اور زیادہ ہے۔ زنا خود ایک بہت بڑا جرم ہونے کے علاوہ اپنے ساتھ سینکڑوں جرائم لے کر آتا ہے اوراس کے نتائج پوری انسانیت کی تباہی ہے، دنیا میں جتنے قتل وغارت گری کے واقعات پیش آتے ہیں، تحقیق کی جائے تو ان میں بیشتر کا سبب کوئی عورت اوراس سے حرام تعلق ہوتا ہے''۔(معارف القرآن: ۶/ ۳۴۱، إدارة المعارف کراچی)

(۲) ''إن علم أن العين التي يغلب على الظن أنهم أخذوها من الغير بالظلم قائمة وباعوها في الأسواق، فإنه لاينبغي شراؤه منهم وإن تداولته الأيدي''. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: ۳/ ۱۹۲، دار المعرفة بيروت)

کیا ہوٹل میں کھانا کھانا فسق ہے؟

سوال[٨٦١٢]: کیا فقہی کتابوں واحادیث سے ثابت ہے کہ ہوٹلوں میں کھانے والا فاسق ہے؟ اور اگر ایک بار بھی ہوٹل میں کھائے گا، کیا عندالشرع اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی؟ وضاحت سے تحریر فرمائیں کہ کیا حالتِ سفر میں بھی یہی حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

بازار میں چلتے چلتے کھانا، یا برسرِ بازار، عام گزرگاہ پر کھانا خلافِ مروّت ہے(۱) جس کی وجہ سے قبولِ شہادت میں کلام ہے(۲)، لیکن اگر کھانا کھانے کے لئے مستقل جگہ ہے، ہوٹل یا دکانیں تو اس میں داخل نہیں۔ سفر میں توسع بھی ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا دائی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا حرام ہے؟

سوال[٨٦١٣]: ہمارے یہاں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بچہ کی ناف کاٹنے والی دائی یا ڈاکٹرنی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پینا حرام ہے۔ حکم شریعت سے مطلع فرمائیں۔

---

(۱) "وكره الأكل والشرب في الطريق والأكل نائماً و ماشياً، و لا بأس بالشرب قائماً، و لا يشرب ماشياً، و رخص ذلك للمسافر". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في مباحث الشرب قائماً: ١/١٣٠، سعيد)

(۲) "ولا تقبل شهادة من يفعل الأفعال المستحقرة كالبول على الطريق والأكل عليها، كذا في الهداية. وكذا من يأكل في السوق بين الناس، كذا في السراج الوهاج". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الشهادة، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، الفصل الثاني فيمن لاتقبل شهادته بفسقه: ٣/٤٦٨، رشيديه)

(۳) (راجع رقم الحاشية: ۱)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ خیال غلط ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔



(۱) یہ بھی ایسا غلط وہم ہے جیسا کہ حائضہ اور نفاس والی عورت کے متعلق لوگوں کا خیال ہے، چنانچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''مسئلہ: مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے، اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں، یہ بھی غلط ہے، حیض ونفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے''۔(اغلاط العوام، حیض ونفاس کی اغلاط، ص:۳۱، ادارۃ المعارف)

الفصل الثالث فی سنن الأكل وآدابه

(کھانے کی سنتوں اورآداب کا بیان)

کیا وضواور غسل کے بعد کھانا کھانے کے لئے دوبارہ ہاتھ دھونا سنت ہے؟

سوال[۸۶۱۴]: کھانا تناول کرتے وقت ہاتھ تر رہنا سنت ہے، نیز اگر غسل کر کے آیا تب بھی ہاتھ دھونا چاہیے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

کھانا کھانے کے لئے ہاتھ دھونا مستقل سنت ہے اگر چہ وضو، غسل، نماز سے فارغ ہوکر آیا ہو(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیو بند۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا چاہیے یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم؟

سوال[۸۶۱۵]: کھانا شروع کرنے سے پہلے "بسم اللّٰہ" پڑھیں یا "بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم"، صحیح مسئلہ اور مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور وضو میں کیا پڑھیں؟

---

(۱) "حد ثنا جبارة ابن المغلس، ثنا كثير بن سليم، سمعت أنس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه يقول: .... قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من أحب أن يكثر الله خيرّ بيته، فليتوضأ إذا حضر غداؤه وإذا رفع". (سنن ابن ماجة، أبواب الأطعمة، باب الوضوء عند الطعام: ۲۳۵، قديمى)

(وجامع الترمذى، أبواب الأطعمة، باب الوضوء قبل الطعام و بعده: ۲/۲، سعيد)

"من السنة غسل الأيدى قبل الطعام و بعده". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب الحادى عشر فى الكراهة فى الأكل ومايتصل به: ۳۳۷/۵، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

کھانا شروع کرتے وقت "بسم اللّٰہ وعلی برکۃ اللّٰہ" پڑھے(۱) اور وضو کرتے وقت "بسم اللّٰہ العظیم، والحمد للّٰہ علی دین الإسلام" پڑھے یا ہر دو کو جمع کرکے، کذا فی الطحطاوی، ص: ۴۰(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند، ۴/۸/۹۰ھ۔

کھانے کی ابتدا اور اختتام نمک پر

سوال[۸۶۱۶]: اگر دسترخوان پر مختلف کھانے ہوں مثلاً: شیرینی، نمکین تو ابتدا کس سے کرے؟ اور اختتام کس سے کرے؟ مسنون طریقہ بیان فرمائیں، ہر ایک کا جواب مع حوالہ تحریر ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نمکین سے ابتدا کرے، نمکین ہی پر ختم کرے: "من السنۃ أن یبدأ بالملح ویختم بالملح، ۱ھ". الفتاویٰ العالمکیریۃ(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/۵/۶۲ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/۵/۶۲ھ۔

---

(۱) "عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وأبا بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أتوا بیت أبی أیوب، فلما أکلوا وشبعوا، قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "خبز ولحم وتمر وبسر ورطب، إذا أصبتم مثل ھذا فضربتم بأیدیکم، فکلوا بسم اللہ وبرکۃ اللہ". ھذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاہ". (المستدرک علی الصحیحین للحاکم رحمہ اللہ، کتاب الأطعمۃ، باب: إذا أکل أحدکم طعاماً فلیقل: بسم اللہ: ۴/۱۰۷، دار الفکر بیروت)

(۲) "وقیل: عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی لفظھا: "باسم اللہ العظیم والحمدللہ علی دین الإسلام". وقیل: الأفضل "بسم اللہ الرحمن الرحیم". فی البنایۃ عن المجتبی: لو قال: بسم اللہ الرحمن الرحیم، بسم اللہ العظیم والحمدللہ علی الإسلام، فحسن لوُرود الآثار". (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطھارۃ، فصل فی سنن الوضوء، ص: ۶۷، قدیمی)

(وکذا فی الحلبی الکبیر، کتاب الطھارۃ، سنن الوضوء، ص: ۲۱، سھیل اکیڈمی لاھور)

(۳) (الفتاویٰ العالمکیریۃ، الباب الحادی عشر فی الکراھۃ فی الأکل: ۵/۳۳۷، رشیدیہ) =

کھانے کے بعد کلی کا پانی پینا

سوال[۸۶۱۷]: کھانے کے بعد کلی کرنے والا منہ کا پانی پی سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگر منہ میں کھانے کے اجزا موجود ہیں اور آدمی یہ چاہے کہ وہ اجزا ضائع نہ ہوں، اس نیت سے وہ پانی پی لے تو یہ نیت اور عمل درست ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیو بند، ۹۲/۴/۱۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند، ۹۲/۴/۱۸ھ۔

کھانے کے بعد اسی برتن میں ہاتھ دھو کر پینا

سوال[۸۶۱۸]: آندھرا میں کچھ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد اس کھانے والے برتن میں ہاتھ دھو کر اور برتن کو صاف کر کے وہ پانی پینا سنت ہے۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کیمیائے سعادت، جلد: ۷، آداب الطعام میں اس صورت مذکورہ میں ایک غلام آزاد کرنے کی فضیلت کا ثواب لکھا ہے(۲)۔ اس کتاب کو وہ لوگ حوالہ میں پیش کرتے ہیں۔ صحیح صورت مسئلہ سے آگاہی بخشی جائے،

= (وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل الخامس في الأكل ۳۶۰/۴، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الكراهية: ۳۴۰/۶، سعيد)

(۱) "قال عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول............ : "إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى". (صحيح البخاري، باب بدء الوحي: ۲/۱، قديمي)

قال الحافظ العسقلاني: "أي كل عمل بنيته. وقال الحربي: كأنه أشار بذلك إلى أن النية تتنوع كما تتنوع الأعمال". (فتح الباري، باب بدأ الوحي: ۱۴/۱، قديمي)

"شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ جو ریزے زبان کے ذریعے سے دانتوں سے نکلیں ان کو نگل لیں"۔ (شمائل کبری: ۹۴/۱، زمزم پبلشرز کراچی)

(۲) "اور برتن کو انگلی سے صاف کرے اس واسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص برتن پونچھ لیتا ہے تو برتن اس کے حق میں یوں دعا کرتا ہے کہ: اے پروردگار! جس طرح اس نے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھڑایا، تو اسے آتشِ دوزخ سے آزاد کر۔ =

عنایت ہوگی۔

الجواب حامداًومصلیاً:

برتن کوصاف کرنے کی ترغیب حدیث شریف میں آئی ہے(۱) اوراس برتن کے گناہ معاف ہونے کی دعاء کرنا بھی ثابت ہے(۲)، مگر جوسورت آپ نے لکھی ہے وہ کسی حدیث میں دیکھنا مجھے محفوظ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۸/۹۰ھ۔

کھانے کے بعد برتن میں ہاتھ دھوکراس پانی کو پینا

سوال[۸۶۱۹]: کیاحضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد برتن میں ہاتھ دھو کردھوئے ہوئے پانی کو پی لیتے تھے۔کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

= اوراگر برتن کودھوکراس کادھوون پی جائے توایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ آزادکیا''۔(کیمیائے سعادت (اردو)، رکن دوم: معاملات کابیان،اصل اول: کھانا کھانے کے بارے میں،ص: ۱۳۴ دارالاشاعت کراچی)

"فی الإحیاء: یقال: من لعق القصعة و شرب مائها، کان له کعتق رقبة". (شرح المناوی للشمائل علی هامش جمع الوسائل: ۱/۲۳۳، إدارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۱) "عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم أمر بلعق الأصابع والصحفة، وقال: "إنکم لاتدرون فی أیّة البرکة". رواہ مسلم". (مشکوة المصابیح، کتاب الأطعمة، ص: ۳۶۳، قدیمی)

"عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه: أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: .... "إن الشیطان یرصد الناس أو الإنسان علی کل شئ حتی عند مطعمه أو طعامه، ولایرفع الصحفة حتی یلعقها أو یلعقها، فإن اٰخر الطعام البرکة". (الترغیب والترهیب، الترغیب فی لعق الأصابع، الخ: ۳/۱۴۷)

(۲) "أنبأ أبو الیمان البراء قال: حد ثتنی جدتی أم عاصم قالت: دخل علینا نبیشة مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ، ونحن نأکل فی قصعة، فقال: قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من أکل فی قصعة، ثم لحسها، استغفرت له القصعة". (سنن ابن ماجة، باب تنقیه الصحفة ص: ۲۳۵، قدیمی)
(ومشکوة المصابیح، کتاب الأطعمة، ص: ۳۶۸، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

میری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گزری جس میں یہ ہو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا کھا کر اس برتن میں ہاتھ دھو کر اسی دھوئے ہوئے پانی کو پی لیا کرتے تھے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۵/۱/۹۰ھ۔

کھانے کے بعد برتن کو دھو کر پینا

سوال [۸۶۲۰]: ایک ضیافت میں کھانے سے فارغ ہو کر چند بزرگوں نے اپنی کھائی ہوئی رکابی کو دھو کر خود پی لیا، چند لوگوں نے ان پر اعتراض کیا کہ کراہت سے خالی نہیں۔ کیا یہ فعل واقعی کراہت کے قابل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعض حضرات جو کہ اللہ کے رزق کی زیادہ قدر کرتے ہیں وہ اس نیت سے کہ رکابی میں جو حصہ لگا ہوا ہے، وہ بھی ضائع نہ ہو، اس کو دھو کر پی لیتے ہیں (۲)۔ برتن کو صاف کرنے کی تاکید حدیث شریف میں آئی ہے اور وہ یہ کہ جو شخص برتن کو صاف کرتا ہے برتن اس کے لئے دعا دیتا ہے کہ "اللہ پاک تجھے گناہوں سے اس طرح صاف کردے جس طرح تو نے مجھے صاف کیا ہے" (۳)، اس خیال سے بھی دھو کر پی لیتے ہیں۔ اگر کوئی بزرگ

---

(۱) شمائل کبریٰ میں اتحاف کے حوالے سے منقول ہے کہ: "جس برتن میں کھانا کھایا ہو اس میں ہاتھ دھونا بے ادبی ہے، اتحاف"۔ (شمائل کبریٰ، برتن میں ہاتھ دھونا، ص: ۶۵)

(۲) "إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى". (صحيح البخاري، باب بدء الوحي: ۲/۱، قديمي)

قال الحافظ: "أي كل عمل بنيته. وقال الحربي: كأنه أشار بذلك إلى أن النية تتنوع كما تتنوع الأعمال". (فتح الباري، باب بدأ الوحي: ۱۴/۱، قديمي)

(۳) "أنبأ أبو اليمان البراء قال: حدثتني جدتي أم عاصم قالت: دخل علينا نبيشة مولى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ونحن نأكل في قصعة، فقال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من أكل في قصعة، ثم لحسها، استغفرت له القصعة". (سنن ابن ماجة، باب تنقيه الصحفة ص: ۲۳۵، قديمي)

(ومشكوة المصابيح، كتاب الأطعمة، ص: ۳۶۸، قديمي)

"قال في الإحياء: يقال: من لعق القصعة، وشرب ماءها، كان له كعتق رقبة". (شرح المناوي للشمائل على هامش جمع الوسائل: ۲۳۳/۱، اداره تاليفات اشرفيه)

ایسا کرتا ہے تو اعتراض کی کیا ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹۰/۳/۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

لوٹے کا پانی چلّو بنا کر پینے کا طریقہ

سوال[۸۶۲۱]: مٹی کے لوٹے میں پانی بھرا ہوا ہے۔ ایک شخص اس لوٹے کو داہنے ہاتھ سے اٹھا کر بائیں ہاتھ کو بطور چلوا استعمال کرتا ہے تو یہ عمل بلحاظ سنت داہنے ہاتھ سے پانی پینے میں شمار ہوگا، یا بائیں ہاتھ سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر چلو سے پانی پینا ہو تو داہنے ہاتھ میں چلو لے کر پینا چاہیے، بائیں ہاتھ سے لوٹا اٹھا کر داہنے ہاتھ میں ڈال کر پیا جائے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

کھانے کے بعد کیا مٹھائی کھانا سنت ہے؟

سوال[۸۶۲۲]: عوام الناس میں مشہور ہے کہ کھانا کھانے کے بعد مٹھائی کھانا سنت ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے، کیا اس کی کوئی اصل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میٹھا پسند تھا (۲) اور زیادہ تر کھانا تو یہی ہوتا تھا

---

(۱) "عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "لایأکل أحدکم بشمالہ ولا یشرب بشمالہ، فإن الشیطان یأکل بشمالہ ویشرب بشمالہ". (جامع الترمذی، أبواب الأطعمة، باب ماجاء فی النھی عن الأکل والشرب بالشمال: ۲/۲، سعید)

(وصحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب ماجاء فی التیمن فی دخول المسجد: ۶۱/۱، قدیمی)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الطھارة: ۱۲۴/۱، سعید)

(۲) "عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب الحلواء =

کہ کھجور کھالی، پانی پی لیا(۱)، کئی کئی وقت کھجور کی نوبت بھی نہیں آتی تھی، شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے(۲)، تین تین چاند نظر آتے تھے کہ گھر میں آگ نہیں سلگتی تھی (۳)۔ کبھی گوشت آگیا تو آگ سلگنے کی نوبت آتی (۴)، کبھی صرف دودھ ہی پی لیا، اس میں شکر نہیں ہوتی تھی (۵) حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ: ''اگر آپ چاہیں تو پہاڑوں کو سونا بنادیا جائے''۔ جواب میں عرض کیا: ''میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز کھانا ملے تا کہ کھا کر شکر ادا کروں، ایک

= والعسل ". (مشكوة المصابيح، كتاب الأطعمة، الفصل الأول، ص: ٣٦٠، قديمى)

(وجامع الترمذى، كتاب الأطعمة، باب ماجاء فى حب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الحلوا والعسل: ٥/٢، سعيد)

(١) "عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: كان يأتى علينا الشهر ما نوقد فيه ناراً، إنما هو التمر والماء". (مشكوة المصابيح، كتاب الأطعمة، الفصل الأول، ص: ٣٦٥، قديمى)

(وكذا فى الصحيح لمسلم، كتاب الزهد: ٤١٠/٢، قديمى)

(٢) "حدثنا عبد الواحد بن أيمن عن أبيه قال: أتيت جابراً رضى الله تعالىٰ عنه فقال: إنا يوم خندق نحفر فعرضت كدية شديدة، فجاء وا النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال: هذه كدية عرضت فى الخندق، فقال: "أنا نازل". ثم قام و بطنه معصوب بحجر، ولبثنا ثلاثة أيام لا نذوق ذواقاً". (صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الخندق: ٥٨٨/٢، قديمى)

(٣) " عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها أنها كانت تقول: والله! يا ابن أختى! إن كنا لننظر إلى الهلال ثم الهلال ثم الهلال ثلاثة أهلة فى شهرين وما أوقد فى أبيات رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نارٌ". (الصحيح لمسلم، كتاب الزهد: ٤١٠/٢، قديمى)

(٤) "عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: كان يأتى علينا الشهر ما نوقد فيه ناراً، إنما هو التمر والماء، إلا أن يؤتى باللُحَيم". (مشكوة المصابيح، كتاب الأطعمة، ص: ٣٦٥، قديمى)

(٥) "ثلاثة أهلة فى شهرين وما أوقد فى أبيات رسول الله صلى الله تعالىٰ وسلم عليه نارٌ، قال: قلت: يا خالة! فما كان يعيشكم؟ قالت: الأسودان: التمر والماء، إلا أنه قد كان لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جيران من الأنصار، وكانت لهم منائح، فكانوا يرسلون إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من ألبانها فيسقيناه". (الصحيح لمسلم، كتاب الزهد: ٤١٠/٢، قديمى)

روز بھوکا رہوں تاکہ صبر کروں" کذافی مشکوۃ المصابیح، وغیرھا(۱)۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ۔

گوشت کو بغیر دھوئے ہوئے پکانا

سوال[۸۶۲۳]: ہمارے یہاں ایک ہوٹل پر گوشت بغیر دھوئے پکایا جاتا ہے، اس میں خون کا جز بہت کچھ ہوتا ہے۔ ان سے دھونے کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ گوشت دھونے سے سالن کا رنگ خراب ہوجائے گا۔ آپ ہمیں یہ بتلائیں کہ خون میں سَنا ہوا گوشت یوں ہی بغیر دھوئے پکایا جائے (۲) تو وہ کھانے کے لئے ٹھیک ہے، یا پھر حرام ومکروہ وغیرہ؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جانور کو ذبح کرتے وقت جب خون نکل گیا اور گوشت پر اس کا اثر باقی رہ گیا تو اس گوشت کو دھونا ضروری نہیں، وہ گوشت پاک ہے (۳)۔ البتہ اگر گوشت کو مستقل جداگانہ خون لگ گیا تو گوشت کو دھوکر پاک کرنا ضروری ہے (۴)۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱/۹۶ھ۔

---

(۱) "قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "عرض علیّ ربی لیجعل لی بطحاء مکة ذهباً، فقلت: لا یارب! ولکن أشبع یوماً وأجوع یوماً، فإذا جعت تضرعت إلیک وذکرتک، وإذا شبعت حمدتک وشکرتک". (مشکوة المصابیح، کتاب الرقاق، الفصل الأول، ص: ۴۴۲، قدیمی)

(وجامع الترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء فی الکفاف: ۲/۶۰، سعید)

(۲) "سَننا: بھرنا، آلودہ ہونا"۔(فیروز اللغات، ص: ۸۱۵، فیروز سنز، لاهور)

(۳) "والمراد بالدم غیر الباقی فی العروق، وفی حکمه اللحم المهزول إذا قطع، فالدم الذی فیه لیس نجساً، وکذا الدم الذی فی الکبد". (تبیین الحقائق، باب الأنجاس: ۱/۱۹۹، دارالکتب العلمیة بیروت)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب الأنجاس: ۱/۱۹۸، دارالکتب العلمیة بیروت)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة وبعرها، الخ: ۱/۳۱۹، سعید)

(۴) "و دم مسفوح من سائر الحیوانات .... نجس". (الدرالمختار، باب الأنجاس: ۱/۳۱۹، سعید) =

گوشت کا دھونا

سوال[۸۶۲۴]: ذبح کے بعد جو گوشت جانور سے علیحدہ کیا جاتا ہے، کیا اس کو پاک کر کے پکانا چاہئے، کیونکہ اس میں کچھ خون کا اثر ہوتا ہے اور خون ناپاک ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کے دھونے کی ضرورت نہیں وہ ناپاک نہیں، طحطاوی، ص: ۸۳(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

عصر کے بعد کھانا پینا

سوال[۸۶۲۵]: عصر و مغرب کے درمیان کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

= (وكذا في البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس: ۱/۳۹۵، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، باب الأنجاس: ۱/۱۹۹، دارالكتب العلمية بيروت)

(۱) "لا الباقي في اللحم المهزول، والسمين والباقي في عروق المذكى ودم الكبد والطحال والقلب ومالا ينقض الوضوء في الصحيح". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارات، باب الأنجاس، الخ، ص: ۱۵۴، قديمي)

"وما يبقى من الدم في عروق المذكاة بعد الذبح، لا يفسد الثوب وإن فحش، وكذا الدم الذي يبقى في اللحم؛ لأنه ليس بمسفوح، ودم الكبد والطحال ليس بنجس". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الطهارات، الفصل الثاني في الأعيان النجسة: ۴۶/۵، رشيديه)

"الطحال والكبد طاهران قبل الغسل، حتى لو أطلى به وجه الخف وصلى، جازت صلوته. وما يبقى من الدم في عروق المذكاة بعد الذبح لا يفسد الثوب وإن فحش". (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الطهارات، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب الخ: ۱/۱۹، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الطهارات، السابع في النجس: ۴/۲۱، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس: ۱/۳۹۸، رشيديه)

الجواب حامداًومصلیاً:

جائز ہے،عدمِ جواز کی کوئی وجہ نہیں،عوام نے اس کے متعلق جو کچھ تراش رکھا ہے وہ غلط ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ،مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ، صحیح:عبد اللطیف،۱۸/۵/۶۰ھ۔

کھانے کی ابتداء دائیں طرف سے

سوال[۸۶۲۶]: دعوت وضیافت وغیرہ میں جو عام طور پر کھاتے اور کھلاتے ہیں،کھانا کھانے کی ابتداء کس طرف سے کریں،یعنی اپنی دائیں جانب سے یا کھانے والوں کی دائیں جانب سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اپنی داہنی جانب سے معطی تقسیم کرے،یا محفل میں اگر کوئی سربرآوردہ ہوتو اس سے ابتداء کرکے اس کی داہنی جانب کو تقسیم کرے(الأیمن فالأیمن)،حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی داہنی جانب سے تقسیم فرمائی ہے،جیسا کہ صحاح کی روایت میں ہے(۲)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۴/۸/۹۰ھ۔

کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا

سوال[۸۶۲۷]: یہاں افریقہ میں کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانے کا رواج ہے،اور کھاتے وقت جوتے

---

(۱) " قال اللہ تعالیٰ: ﴿ کلوا واشربوا و لا تسرفوا ﴾ (الأعراف: ۳۱)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ لکھتے ہیں: "مشہور ہے کہ عصر اور مغرب کے درمیان میں کھانا پینا برا ہے......... شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں"۔(۱۲۵،غلط مسئلے،ص:۲۱)

(۲) "عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أتی بلبن قد شیب بماء وعن یمینہ أعرابی وعن شمالہ أبوبکر، فشرب، ثم أعطی الأعرابی وقال: "الأیمن فالأیمن".

(صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب الأیمن فالأیمن فی الشرب: ۲/۸۴۰، قدیمی)

(وکذافی جامع الترمذی، أبواب الأشربة، باب ماجاء فی أن الأیمنین أحق بالشرب: ۲/۱۱، سعید)

بھی نہیں اتارتے۔کیااس طرح کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے(۱)۔ جہاں یہ کفار وفساق کا شعار ہے، وہاں بالکل ممنوع ہے، جہاں شعار نہیں بلکہ عام ہے کہ صالحین کا بھی یہی طریقہ ہے، وہاں اس میں اس درجہ تشدد نہیں، بلکہ فی الجملہ خفت ہے، لیکن خلافِ سنت پھر بھی ہے(۲)۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ۔

دسترخوان پرسب ایک روٹی میں کھائیں، یاچارٹکڑے کرکے الگ الگ کھائیں؟

سوال[۸۶۲۸]: ہرشخص دسترخوان پرالگ روٹی رکھ کرکھائے، یاایک روٹی سےسب توڑکرکھاویں؟

---

(۱) "كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إذا أتِيَ بطعام وضعه على الأرض، فهو أقرب إلى التواضع". (حاشية الترغيب و ترهيب: ۱۵۲/۳، بيروت)

(۲) "وعنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم فهو منهم"". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۷۵، قديمى)

(وسنن أبى داؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء فى الأقبية، ص: ۲۰۳، إمداديه ملتان)

"والحاصل أن الأكل عليه (أى الخوان) بحسب نفس ذاته لا يربو على ترك الأوْلَوية، فأما إذا لزم فيه التشبه باليهود أو النصارى –كما هو فى ديارنا– كان مكروهاً تحريمياً، وأما إذا لم يكن على دأبهم، فلا يخلو أيضاً عن تفويت منافع .... اهـ". قال المحشىّ: "قال المناوىّ: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه، لئلا تنخفض رؤوسهم، فالأكل عليه بدعة، لكنه جائز إن خلا عن قصد التكبر، اهـ". (الكوكب الدرى مع الحاشية، كتاب الأطعمة: ۱/۲، مكتبه يحيويه هند)

"واعلم أنه يطلق الخوان فى المتعارف على ما له أرجل و يكون مرتفعاً عن الأرض، واستعماله لم يزل من دأب المترفين و صنيع الجبارين، لئلا يفتقروا إلى خفض الرأس عند الأكل، فالأكل عليه بدعة، لكنها جائزة". (جمع الوسائل فى شرح الشمائل للملا على القارى، باب ماجاء فى صفة خبز رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۲۴۱/۱، اداره تاليفات اشرفيه ملتان)

تفصیل کے لئے دیکھئے:(عمدة القارى، كتاب الأطعمة، باب الخبز المرقق والأكل على الخوان: ۳۴/۱۵، المطبعة المنيرية بيروت)

ایک روٹی کوتوڑ کر چار حصے کر لینا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

سب طرح ٹھیک ہے، الگ الگ روٹی کھانے میں اپنی خوراک کا اندازہ باقی رہتا ہے، افراط وتفریط نہیں ہوتی (۱)۔ مشترک کھانے میں اتحاد واتفاق کا پہلو غالب ہے (۲)۔ چار ٹکڑے کرنے کا دستور ان علاقوں میں زیادہ ہے جن میں شیعوں کا زور ہے اوراس کا اشارہ خلفائے اربعہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہم- کی طرف ہے کہ ہم چاروں کو مانتے ہیں، شیعوں کی طرح دو یا تین کے منکر نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

چمچہ بائیں ہاتھ سے پکڑنا

سوال [۸۶۲۹]: سب آدمی ساتھ کھانا کھاتے ہیں، سب کے درمیان میں بڑے پیالے میں دال ہے اور ایک ہی چمچہ ہے، سب لوگ اپنے داہنے ہاتھ سے چمچہ پکڑ کر دال نکالتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص جو بائیں ہاتھ سے چمچہ پکڑ کر دال لیتا ہے کہ ڈنڈی خراب نہ ہو جس پر اَور لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ تو کس کا فعل قبیح ہے اور کس کا صحیح ہے؟

---

(۱) "حدثنی أبو سفیان، کنتُ جالساً فی دارٍ فمرّ بی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فأشار إلیّ، فقمت إلیه، فأخذ بیدی، فانطلقنا حتی أتی بعض حجر نسائه فدخل، ثم أذن لی فدخلتُ الحجاب علیها، فقال: "هل من غداء"؟ فقالوا: نعم. فأتی بثلاثة أقرصة، فوضعن علی بنيّ فأخذ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قرصاً فوضعه بین یدیه وأخذ قرصاً آخر فوضعه بین یدیّ، ثم أخذ الثالث فکسره باثنین، فجعل نصفه بین یدیه ونصفه بین یدیّ". (الحدیث).

قال العلامة النووی: "فیه استحباب مواساة الحاضرین علی الطعام، وأنه یستحب جعل الخبز ونحوه بین أیدیهم بالسویة، وأنه لابأس لوضع الأرغفة والأقراص صحاحاً غیر مکسرة". (الصحیح لمسلم مع شرحه الکامل للنووی: ۲/۱۸۳، قدیمی)

(۲) "عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "کلوا جمیعاً ولاتفرقوا، فإن البرکة مع الجماعة". (مشکوة المصابیح، باب الضیافة، الفصل الثالث، ص: ۳۷۰، قدیمی)

الجواب حامداًومصلیاً:

افضلیت اچھے اور عمدہ کام کا داہنے ہاتھ سے کرنا ثابت ہے اوراس کی ترغیب بھی ہے(۱) کھانے میں دال نکالنا بھی اس میں داخل ہے، مگر اس کی وجہ سے تشدد نہ کیا جائے، بلکہ بہت نرمی سے سمجھایا جائے (۲)۔البتہ کھانا پینا داہنے ہاتھ سے ہی کیا جائے (۳)۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیو بند، ۱۰/۱۰/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح :بندہ نظام الدین عفی عنہ۔

کھانا کھاتے وقت چار پائی کی کس جانب بیٹھے؟

سوال[۸۶۳۰]: زید کہتا ہے کہ چار پائی پر بیٹھ کر پائتان کی طرف بیٹھ کر کھانا چاہیے، جولوگ سرہانے بیٹھ جاتے ہیں ان کا منہ پائتی کی طرف ہوتا ہے، لہٰذا یہ رزق کی توہین ہے،سواس طرح کھانا ناجائز

---

(۱) "عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: كان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یحب التیامن ماستطاع فی شانه كله: فی طهوره وترجله وتنعله". (صحیح البخاری، كتاب الصلوة، باب التیمن فی دخول المسجد: ۱/۶۱، قدیمی)

(وبمعناه فی جامع الترمذی، أبواب الأطعمة، باب ماجاء فی النهی عن الأكل والشرب بالشمال: ۲/۲، سعید)

(۲) "عدم اختصاصها بالوضوء المستفاد من قوله: "وشأنه كله" ینافی كونه سنةً له، ولو كانت علی وجه العبادة فیكون مندوباً فیه، كما فی التنعل والترجل". (ردالمحتار، كتاب الطهارة: ۱/۱۲۴، سعید)

"السنة نوعان: سنة الهدی، وتركها یوجب إساءةً وكراهیةً .... وسنة الزوائد، وتركها لا یوجب ذلک .... و منه المندوب، یثاب فاعله و لا یسیٔ تاركه". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، اركان الوضوء أربعة: ۱/۱۰۳، سعید)

(۳) "عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "لیأكل أحدكم بیمینه ویشرب بیمینه و لیعط بیمینه، فإن الشیطان یأكل بشماله و یشرب بشماله و یعطی بشماله و یأخذ بشماله". (سنن ابن ماجة، باب الأكل بالیمین، ص: ۲۳۵، قدیمی)

(وجامع الترمذی، أبواب الأطعمة، باب ما جاء فی النهی عن الأكل والشرب بالشمال: ۲/۲، سعید)

ہے۔کیا زید کا خیال ٹھیک ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ چیز عرفاً کھانے کی توہین نہیں سمجھی جاتی، اس لئے اس کو ناجائز کہنا صحیح نہیں ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/ ۸/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/ ۸/ ۹۲ھ۔



(۱) "واعلم أن اعتبار العادة والعرف رجع إليه في مسائل كثيرة، حتى جعلوا ذلک أصلاً، فقالوا في الأصول في ماتترک به الحقيقة: تترک الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة". (مجموعة رسائل ابن عابدين، نشر العَرف في بناء بعض الأحكام على العُرف: ۲/ ۱۱۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في شرح المجلة لسليم رستم باز اللبناني، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهيه (رقم المادة: ۳۶)، العادة محكمة: ۱/ ۳۴، مكتبه حنفيه كوئٹه)

(وكذا في شرح الأشباه والنظائر، الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة السادسة: العادة محكمة، اعتبار العادة والعرف: ۱/ ۲۶۸، إدارة القرآن كراچی)

الفصل الرابع فی مکروهات الأكل

(کھانے کے مکروہات کا بیان)

مرغی کوذبح کے بعد پیٹ چاک کرنے سے پہلے پانی میں جوش دینا

سوال[۸۶۳۱]: مرغی یا اَورکوئی جانور پرندکو پیٹ چاک کرنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے، یا آگ سے روئیں جلادیئے جائیں تواس مرغی یا اس پرندکا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

پہلی صورت میں کھانا درست نہیں، دوسری صورت میں درست ہے، شامی: ۲۲۱/۱ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبدمحمودعفااللہ عنہ۔

---

(۱) "قوله: وكذا دجاجة. قال في الفتح: إنها لا تطهر أبداً .... والعلة -والله أعلم- تشرّبها النجاسة بواسطة الغليان، وعليه اشتهرأن اللحم السميط بمصرنجس، لكن العلة المذكورة لاتثبت مالم يمكث اللحم بعد الغليان زماناً يقع في مثله التشرّب والدخول في باطن اللحم، وكل منهما غير متحقق في السميط، حيث لا يصل إلى حد الغليان، ولايترك فيه إلا مقدار ما تصل الحرارة إلىٰ ظاهر الجلد لتنحلّ مسام الصوف، بل لو ترك يمنع انقلاع الشعر". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في تطهير الدهن والعسل: ۳۳۴/۱، سعيد)

"ولو ألقيت دجاجة حال الغليان في الماء قبل أن يشق بطنها لنتف الريش أو كرش قبل الغسل، لا يطهر أبداً، لكن على قول أبي يوسف يجب أن يطهر على قانون ماتقدم في اللحم. قال الشيخ كمال الدين ابن الهمام: قلت: -والله سبحانه أعلم- هو معلل بتشربها النجاسة المتحللة في اللحم بواسطه الغليان، وعلى هذا اشتهر أن اللحم السميط بمصر نجس لايطهر، لكن العلة المذكورة لا تثبت حتى يصل الماء إلىٰ حد الغليان ويمكث فيه اللحم بعد ذلك زماناً يقع فيه =

مرغی کو ذبح کے بعد کھولتے پانی میں ڈالنا

سوال[۸۶۳۲]: انگلینڈ میں سرکاری مذبح خانوں میں مسلمان اپنی مرغیاں اپنے ہاتھوں سے اسلامی طریقے سے ذبح کرتے ہیں۔ غلاظت نکالے بغیر، پیٹ چاک کئے بغیر، الائش کے نکالنے سے پہلے، ذبح کرنے کے بعد گرم پانی میں مرغی کو ڈال کر مشین سے پھر صاف کرتے ہیں۔ پانی اتنی مقدار میں گرم نہیں ہوتا ہے کہ ہاتھ جل جائے، انڈے ابل جائیں، حتیٰ کہ چمڑی تک میں اثر نہیں ہوتا ہے اور مرغیوں کا چمڑہ بھی نکال دیا جائے۔ تو کیا ان مرغیوں کا کھانا درست ہے؟

نوٹ: سرکاری طور پر یہ کام ضروری ہے، اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔

دارالافتاء فلاح دارین۔

الجواب حامداًومصلیاً:

آپ نے سوال میں جس چیز کو بیان کیا ہے اگر یہی صورت حال ہے تو ایسی مرغیوں کا گوشت کھانا کھلانا، تجارت کرنا، ہوٹل میں ایسی مرغیوں کا گوشت پکانا جائز ہے، اس لئے کہ ناپاکی کا اثر گوشت میں نہیں آیا، لیکن اگر پانی کھولتا ہوا ہو اور مرغی کو اتنے وقت کھولتے ہوئے پانی میں رکھا کہ گوشت نے اس پانی کو اچھی مقدار میں پی لیا اور باطنِ لحم میں اس کا اثر پہونچ گیا تو اس مرغی کا کھانا جائز نہیں ہوتا، یہ مرغی ناپاک ہو جائیگی،

= التشرب والدخول فی باطن اللحم، وكل من الأمرين غير متحقق فی السميط الواقع، حيث لايصل الماء إلىٰ حد الغليان ولا يترک فيه إلامقدار ما اتصل الحرارة إلىٰ سطح الجلد، فتحلل مسام السطح عن الصوف، بل ذلک الترک يمنع وجوده من انقلاع الشعر، فالأولىٰ فی السميط أن يطهر بالغسل ثلاثاً لتنجس سطح الجلد بذلک الماء، فإنهم لايحترسون فيه عن المنجس. وقد قال شرف الأئمة بهذا فی الدجاجة والكرش، والسميط مثلهما". (الحلبی الكبير، كتاب الطهارة، فصل فی الأسآر، فروع شتىٰ، ص: ۲۰۷، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا فی فتح القدير، باب الأنجاس وتطهيرها: ۱/ ۲۱۰، مصطفىٰ البابی الحلبی مصر)

(وكذا فی حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الأنجاس، ص: ۱۲۰، قديمی)

طحطاوی علی المراقی، ص:٨٦ (١)، فتح القدير:١/١٤٦(٢) شامی:١/٣٠٩(٣)۔

البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر ان ممالک میں جہاں قانونی گرفت سخت ہو، آپ مذبح کے علاوہ مرغی ذبح نہیں کرسکتے اور ذبح کے بعد گرم پانی میں ڈالنا ہی ہوگا، مشین کے ذریعہ اس کی صفائی ہو تو آپ مجبور ہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر عمل کر کے اس گوشت کو کھا سکتے ہیں، بیچ سکتے

(١) "وعلى هذا الدجاج المغلى قبل إخراج إمعائها، وأما وضعها بقدر انحلال المسام لنتف ريشها، فتطهر بالغسل .... اهـ". (مراقی الفلاح). "(قوله: وعلى هذا الدجاج، الخ) يعنى لو ألقيت دجاجة حال غليان الماء قبل أن يشق بطنها لتنتف، أو كرش قبل أن يغسل، إن وصل الماء إلى حد الغليان، ومكثت فيه بعد ذلک زماناً يقع في مثله التشرب والدخول في باطن اللحم، لا تطهر أبداً، إلا عند أبي يوسف، كما مر في اللحم. وإن لم يصل الماء إلى حد الغليان، أو لم تترک فيه إلا مقدار ما تصل الحرارة إلى سطح الجلد لانحلال مسام السطح عن الريش والصوف، تطهر بالغسل ثلاثاً، كما حققه الكمال". (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ١٢٠، ١٢١، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، قديمى)

(وكذا فى البحر الرائق: ١/٢١٥، باب الأنجاس، رشيديه)

(٢) "ولو ألقيت دجاجة حالة الغليان في الماء قبل أن يشقّ بطنها لتنتف، أو كرش قبل الغسل لايطهر أبداً، لكن على قول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ يجب أن تطهر على قانون ماتقدم في اللحم. قلت: وهو سبحانه أعلم هو معلل بتشربهما النجاسة المتحللة في اللحم بواسطة الغليان، وعلى هذا اشتهر أن اللحم السميط بمصر نجس لايطهر، لكن العلة المذكورة لاتثبت حتى يصل الماء إلى حد الغليان، ويمكث فيه اللحم بعد ذلک زماناً يقع في مثله التشرب والدخول في باطن اللحم، وكل من الأمرين غير متحقق في السميط الواقع حيث لايصل الماء إلى حد الغليان، ولايترک فيه إلا مقدار ماتصل الحرارة إلى سطح الجلد، فتنحل مسام السطح عن الصوف، بل ذلک الترک يمنع من جودة انقلاع الشعر". (فتح القدير، باب الأنجاس وتطهيرها: ١/٢١٠، مصطفى البابى الحلبى مصر)

(٣) "ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن يغلى ثلاثاً، ولحم طبخ بخمر يغلى وتبريد ثلاثاً، وكذا دجاجة ملقاة حاله على الماء للنتف قبل شقها". (ردالمحتار، مطلب في تطهير الدهن والعسل: ١/٣٣٤، سعيد)

ہیں، جائز ہے(۱)۔

وہ طریقہ یہ ہے کہ ناپاک چیز کو نچوڑ نہیں سکتے، جیسا کہ جو، جوار، باجرہ، گوشت اگر وہ ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاک پانی میں گوشت ڈال کر اچھے طریقہ سے جوش دیا جائے جب جوش آجائے اس کو اتار کر ٹھنڈا کر کے ایسے برتن میں رکھ دیجئے کہ پانی گر جاوے تین مرتبہ اس طریقے پر عمل کرنے سے ناپاک گوشت پاک ہوجاوے گا، شامی: ۱/۳۰۹(۲)، طحطاوی علی المراقی، ص: ۶۸۶(۳)، فتح القدیر: ۱/۱۴۶ (۴)۔

---

(۱) "ولايجوز بالضعيف العمل، ولابه يجاب من جاء يسأل إلا لعمل له ضرورة، أومن له معرفة مشهورة". (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۱۰۰، مير محمد كتب خانه كراچی)

"فقد ذكر في حيض البحر في بحث ألوان الدماء أقوالاً ضعيفةً، ثم قال: وفي المعراج عن فخر الأئمة: لو أفتى مفت بشئ من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلباً للتيسير، كان حسناً". (ردالمحتار، مطلب: لايجوز العمل بالضعيف حتى لنفسه عندنا: ۱/۷۴، سعيد)

(۲) "ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن يغلي ثلاثاً، ولحم طبخ بخمر يغلي وتبريد ثلاثاً، وكذا دجاجة ملقاة حاله على الماء للنتف قبل شقها". (ردالمحتار، مطلب في تطهير الدهن والعسل: ۱/۳۳۴، سعيد)

(۳) "قوله: (وقيل: يغلى ثلاثاً) وهو قول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ، والفتوى على أنه لايطهر أبداً .... (وعلى هذا الدجاج، الخ) يعني لو ألقيت دجاجة حال غليان الماء قبل أن يشقّ بطنها لتنتف، أو كرش، قيل: أن يغسل إن وصل الماء إلى حد الغليان ومكثت فيه بعد ذلك زماناً يقع في مثله التشرب والدخول في باطن اللحم، لاتطهر أبداً". (حاشية الطحطاوي، كتاب الطهارات، باب الأنجاس، ص: ۱۲۰، قديمي)

(۴) "ولو ألقيت دجاجة حالة الغليان في الماء قبل أن يشقّ بطنها لتنتف، أو كرش قبل الغسل، لايطهر أبداً، لكن على قول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ يجب أن تطهر على قانون ماتقدم في اللحم. قلت: وهو سبحانه أعلم هو معلل بتشربهما النجاسة المتحللة في اللحم بواسطة الغليان، وعلى هذا اشتهر أن اللحم السميط بمصر نجس لايطهر، لكن العلة المذكورة لاتثبت حتى يصل الماء إلى حد الغليان، ويمكث فيه اللحم بعد ذلك زماناً يقع في مثله التشرب والدخول في باطن اللحم، وكل من الأمرين غير متحقق في السميط الواقع حيث لايصل الماء إلى حد الغليان، ولايترك فيه إلا مقدار ماتصل =

یہ حکم بوقتِ مجبوری ہے، جن ممالک میں قانون نہیں ہے اس جگہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

احمد ابراہیم ہجات غفرلہ، خادم دار الافتاء دار العلوم فلاح دارین۔

الجواب حامداً ومصلياً:

مکرم ومحترم زیدمجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جواب- ماشاء اللہ- مکمل ہے، حوالے بھی کافی ہیں بر تقدیرِ صحتِ سوال جواب صحیح ہے۔ یہ بات اہل تجربہ سے متعلق ہے کہ ایسے نیم گرم پانی سے بال بسہولت دور ہو بھی جاتے ہیں کہ جس سے گوشت میں نجاست اثر نہ کرے، یا اس کے لئے تیز گرم پانی ضروری ہے جس سے نجاست گوشت میں سرایت کر جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹۲/۴/۱۴ھ۔

مشینی مرغی اور اس کے انڈے کھانا کیسا ہے؟

سوال [۸۶۳۳]: زمانۂ حال میں مرغیاں بغیر مرغ کے انڈے دیتی ہیں، یعنی مشین سے انڈے دلوائے جاتے ہیں، دوسرے یہ کہ بجائے مرغی کے مشین بچہ نکالتی ہے۔ تو اب اس انڈے اور اس مرغی کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

مشین کے ذریعہ نکلوائے ہوئے انڈے اور بچے (مرغ) کا کھانا شرعاً درست ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔

= الحرارة إلى سطح الجلد، فتنحل مسام السطح عن الصوف، بل ذلک الترک يمنع من جودة انقلاع الشعر". (فتح القدير، باب الأنجاس وتطهيرها: ۱/۲۱۰، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۱) راجع: (أحسن الفتاویٰ، کتاب الحظر والإباحة: ۸/۱۲۵، سعيد)

جھٹکے کا گوشت کھالیا تو کیا کرے؟

سوال[۸۶۳۴]: ہمارے ایک دوست ظفر علی خاں کو ایک ہندو نے گوشت کی دعوت دی جس میں کھانے پر گلزار خاں، سلطان خاں اور ظفر علی خاں تھے، ہم نے مل کر کھانا کھالیا اور ہمیں دس دن بعد پتہ چلا کہ وہ گوشت جھٹکے کا تھا۔ جب ہمیں معلوم ہوا تو بڑا افسوس ہوا۔ اب فرمائیے کہ ہم اس کا کیا طریقہ اختیار کریں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اب نادم ہوکر خدا کے سامنے توبہ واستغفار کریں۔ جس نے جان بوجھ کر جھٹکے کا گوشت کھایا، یا کھلایا، وہ بڑا مجرم ہے اور سخت گنہگار ہے۔ نہا دھو کر اول دو رکعت نمازِ توبہ کی نیت سے پڑھے، پھر خدا کے سامنے روئے گڑگڑائے کہ: یاالٰہ! میرے اس جرمِ عظیم کو معاف فرما، آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا (۱)، اور جن کو یہ کھلایا ہے ان سے بھی معافی مانگے (۲)۔ جب سچے دل سے توبہ ہوتی ہے تو باری تعالیٰ توبہ قبول کرلیتا ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۹/۹۱ھ۔

---

(۱) "ومنه صلاة الاستغفار بمعصية وقعت منه، لما روى عن على عن أبى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنهما أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "ما من عبد يذنب دنباً فيتوضأ، ويحسن الوضوء، ثم يصلى ركعتين فيستغفر الله، إلا غفر له". (حاشية طحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوة، قبيل فصل فى صلوة النفل جالساً، ص: ۴۰۲، قديمى)

(وكذا فى ردالمحتار، كتاب الصلوة، مطلب فى صلوة الحاجة: ۲۸/۲، سعيد)

(وكذا فى بهشتى زيور، نماز توبه كا بيان، ص: ۱۴۶، دارالإشاعت كراچى)

(۲) "(ان للتوبة) ثلاثة أركان .... فإن كانت المعصية لحق آدمى، فلها ركن رابع وهو التحلل من صاحب ذلك الحق، وأصلها الندم، وهو ركنها الأعظم". (شرح النووى على صحيح مسلم، كتاب التوبة: ۳۵۴/۲، قديمى)

(وكذا فى روح المعانى، سورة التحريم، تحت قوله تعالىٰ: ﴿يا أيها الذين امنوا توبوا إلى الله توبةً نصوحاً﴾: ۱۵۸/۲۸، دارإحياء التراث العربى بيروت)

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿قل يٰعبادى الذين أسرفوا على أنفسهم لاتقنطوا من رحمة الله، إن الله يغفر الذنوب=

دھوبی کے گھر کا کھانا

سوال[۸۶۳۵]: دھوبی کے یہاں کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جب تک ناپاکی کا علم نہ ہو درست ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۳/۱۱/۸۹ھ۔

کھانا گرم کھانا، چائے گرم پینا

سوال[۸۶۳۶]: گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، مگر آج کل گرم چائے اور گرم کھانے کا رواج ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

= جمیعاً﴾. (سورة الزمر: ۵۳)

"التائب من الذنب کمن لاذنب لہ". (مشکوة المصابیح، کتاب الدعوات، ص: ۲۰۶، قدیمی)

(وسنن ابن ماجة، کتاب الزھد، باب ذکر التوبة، ص: ۳۱۳، قدیمی)

(۱) "قال محمد رحمه الله تعالیٰ: ویکره الأکل والشرب فی أوانی المشرکین قبل الغسل، ومع هذا لوأکل أوشرب فیها قبل الغسل، جاز، ولایکون آکلاً ولا شارباً حراماً. وهذا إذا لم یعلم بنجاسة الأوانی، فأما إذا علم، فإنه لا یجوز أن یشرب و یأکل منها قبل الغسل، و لو شرب أو أکل، کان شارباً وآکلاً حراماً". (الفتاوىٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی أهل الذمة، الخ: ۵/۳۴۷، رشیدیه)

"ولا یأکلون من أطعمة الکفار ثلاثة أشیاء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا یطبخون فی قدورهم حتی یغسلوها". (النتف فی الفتاوی، کتاب الجهاد، باب مالایؤکل من أطعمة الکفار، ص: ۴۳۵، سعید)

"والأکل والشرب فی أوانی المشرکین مکروه، ولابأس بطعام المجوس إلا ذبیحتهم و فی الأکل معهم. وعن الحاکم عبد الرحمن: لو ابتلی به المسلم مرةً أو مرتین، لا بأس به، أما الدوام علیه فمکروه". (خلاصة الفتاوی، کتاب الکراهیة، الفصل الثالث فیما یتعلق بالمعاصی: ۴/۳۴۶، رشیدیه)

الجواب حامداًومصلیاً:

گرم کھانا جو برداشت نہ ہو سکے اس سے منع کیا گیا ہے(۱)اور جو برداشت ہو سکے اس سے منع نہیں کیا گیا، ورنہ روٹی، سالن، چائے سبھی گرم کھائی جاتی ہیں اور ٹھنڈا کرنے سے اس کی لذت اور خاصیت میں فرق آجاتا ہے۔ یہی حال چائے کا ہے، ٹھنڈا کرنے کے بعد وہ چائے نہیں رہے گی، بلکہ شربت بن جائے گی، شروح حدیث سے یہی تفصیل مستفاد ہوتی ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۷/۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۷/۱/۸۹ھ۔

کھانے پر پھونک مار کر کھانا

سوال[۸۶۳۷]: کھانے کی چیزوں پر پھونک مارنا مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

گرم کھانے پر پھونک مار مار کر کھانا خلافِ ادب ہے(۳)۔ ذرا صبر کرنا چاہیے تاکہ زیادہ گرم نہ ہو اور

(۱) "عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أبردوا بالطعام، فإن الطعام الحارّ غیر ذی برکة". "وعنه أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أتی بصحفة تفور، فأسرع یده فیها، ثم رفع یده، فقال: "إن الله لم یطعِمنا ناراً". (مجمع الزوائد، باب الطعام الحارّ: ۵/۲۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

(۲) "وعن خولة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: دخل عليَّ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فجعلتُ له حریراً فقدمتُها إلیه، فوضع یده فیها فوجد حرها فقبضها، فقال: "یاخولة! لا نصبر علی حر و لا علی برد، یا خولة! إن الله أعطانی الکوثر و هو نهر فی الجنة، وما خلق أحب إلی ممن یرد من قومک". (مجمع الزوائد، باب الطعام الحار: ۵/۲۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

(۳) "سألت أبا یوسف رحمه الله تعالیٰ عن النفخ فی الطعام هل یکره؟ قال: لا، إلا ماله صوت مثل أف". (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الأکل: ۵/۳۳۶، رشیدیه)
(وکذا فی خلاصة الفتاویٰ، کتاب الکراهیة: ۴/۳۶۰، رشیدیه)

سہولت سے کھایا جاسکے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۲/۹۱ھ۔

کوکا کولا

سوال[۸۶۳۸]: ایک بوتل جس میں ۷۵/ ملی گرام پانی ہے، اس میں چند قطرے شراب کے ڈالنے پر نشہ یا رنگ یا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا۔ بعض ادویات کے اندر شراب ملی ہوئی آتی ہے جس سے بچنا بہت مشکل ہے، یا مثلاً کوکا کولا اس میں تحقیق ہے کہ اس کے اندر شراب ہوتی ہے، اس کو لوگ بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ اس کی پوری کیفیت لکھیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

جو شراب حرام ہے، اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے(۲)، خواہ نشہ، ذائقہ، رنگ آئے یا نہ آئے۔ کوکا کولا میں شراب کا ہونا معلوم نہیں، اس کی حرمت کا فتویٰ بلا تحقیق نہیں دیا جاسکتا(۳)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۶/۹۶ھ۔

---

(۱) "وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "أبردوا بالطعام، فإن الطعام الحار غير ذي بركة". "وعنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أتي بصحفة تفور فأسرع يده فيها، ثم رفع يده، فقال: "إن الله لم يطعمنا ناراً". (مجمع الزوائد، باب الطعام الحار: ۲۰/۵، دار الكتب العلمية بيروت)

"ولا يؤكل طعام حار، ولا يشم، ولا ينفخ في الطعام والشراب". (الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية في الأكل: ۳۳۶/۵، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاویٰ، كتاب الكراهية، الفصل الخامس في الأكل: ۳۶۰/۴، رشيديه)

(۲) "وحرم قليلها وكثيرها بالإجماع". (الدرالمختار، كتاب الأشربة: ۴۴۸/۶، سعيد)

(۳) مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ چند مشروبات کے متعلق ایک سوال کے جواب تحریر فرماتے ہیں: "میں تو ان مشروبات کو پیتا ہوں، اگر کسی کو تحقیق ہو کہ یہ مشروبات ناپاک ہیں تو نہ پیے"۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، متفرق مسائل، پیپسی، مرنڈا وغیرہ بوتلوں کا حکم: ۴۶۴/۸، مکتبہ لدھیانوی)

(وكذا في أحسن الفتاویٰ، كتاب الأشربة، الکحل والے مشروبات وما کولات کا حکم: ۴۸۶/۸، سعيد)

الفصل الخامس فی المتفرقات

دوست کی چیز کھالینا

سوال[۸۶۳۹]: زید کی بکر سے زیادہ بے تکلفی ہے، ایک دوسرے کی چیز بغیر اجازت کھالیتے ہیں۔ تو شرعی نظر سے سے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر ایک کو دوسرے کی طرف سے اجازت ہے اور چیز کھالینے سے آپس میں ناخوش نہیں ہوتے، بلکہ خوش ہوتے ہیں تو شرعاً بھی درست ہے۔ اگر ناخوش ہوتے ہوں تو بلا اجازت جائز نہیں: "لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه". الحديث(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۸/۸۹ھ۔

اہل وعیال کے لئے ذخیرہ جمع کرنا

سوال[۸۶۴۰]: خداوند کریم نے قرآن پاک میں تمام مخلوق کے لئے روزی دینے کا وعدہ کیا ہے(۲)، ایسی صورت میں کیا ہم لوگ اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ دولت جمع کر سکتے ہیں؟ اور ایسا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) (مشكوة المصابيح، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ص: ۲۵۵، قديمی)

(وكذا في مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب الغصب: ۴/۱۷۲، دار الفكر بيروت)

(وكذا في تنبيه الغافلين، باب ماجاء في الظلم، ص: ۲۰۲، حقانيه پشاور)

(وكذا في كنز العمال، الفرع الثاني في الإحكام المتفرقة: ۱/۹۲، (رقم الحديث: ۹۷)، مكتب التراث الإسلامي حلب)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿و ما من دابة في الأرض إلا على الله رزقها﴾ (سورة هود : ۶)

الجواب حامداً ومصلياً:

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے وارثوں کو ایسی حالت میں چھوڑنا بہتر ہے کہ وہ دستِ سوال دراز نہ کریں (۱)، لہذا اس کا اعتماد ہو جائے۔ ایسا بھی نہ ہو کہ اولاد کی خاطر حرام حلال کی تمیز ختم کردی جائے (۲)۔ اور خدائے پاک کے حکم کو توڑ دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۲/۱۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔

---

(۱) "عن سعد بن أبي وقاص قال: جاء النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعودني وأنا بمكة وهو يكره أن يموت بالأرض التي هاجر بينهما، فقال: "يرحم الله ابن عفراء" قلت: يارسول الله! أوصي بمالي كله؟ قال: "لا" قلت: فالشطر؟ قال: "لا" قلت: فالثلث؟ قال: "الثلث والثلث كثير .... إنك إن تدع ورثتك أغنياء خيرٌ من أن تدعهم عالةً يتكففون الناس في أيديهم". (صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب: أن يترك ورثتك أغنياء خيرٌ من أن يتكففوا الناس: ۱/۳۸۳، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب الوصية: ۲/۳۹، قديمي)

(وسنن أبي داؤد، كتاب الوصايا، باب ماجاء فيما لايجوز للموصي في ماله: ۲/۳۹۵، دارالحديث ملتان)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عيه وسلم قال:" يأتي على الناس زمان لا يبالي المرء ما أخذ منه: أمِنَ الحلال أم من الحرام". (صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال: ۱/۲۷۶، قديمي)

"عن عامر قال: سمعت النعمان بن بشير رضي الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "الحلال بيّنٌ والحرام بيّنٌ، و بينهما مشتبهات لا يعلمها كثيرٌ من الناس، فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه و عرضه، و من وقع في الشبهات كراعٍ يرعى حول الحمى، يوشك أن يواقعه، ألا! و إن لكل ملك حمى، ألا! إن حمى الله في أرضه محارمه". (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب من استبرأ لدينه: ۱/۱۳، قديمي)

"عن عامر قال: سمعت النعمان بن بشير رضي الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عيه وسلم: "طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة". رواه البيهقي في شعب الإيمان". (مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب و طلب=

پردہ نشین بیوی کی کمائی

سوال[۸۶۴۱]: اپنی بیوی کی کمائی جو کہ پردہ نشین ہے اور اردو اسکول کی معلّمہ ہے۔ایسی کمائی مرد کیلئے جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز کمائی خوشی سے دے تو جائز ہے(۱)،مگر بیوی کی کمائی پر نظر رکھنا خلافِ غیرت ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۹۶/۲/۲۶ھ۔



= الحلال، الفصل الثالث، ص: ۲۴۲، قديمي)

(۱) "لايحل مال امرئ مسلم إلابطيب نفس منه". (مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب الغصب: ۱۷۲/۴، دارالكفر بيروت)

(ومشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ص: ۲۵۵، قديمي)

(وتنبيه الغافلين، باب ماجاء في الظلم، ص: ۳۰۲، مكتبه حقانيه پشاور)

باب الضیافات والهدايا

الفصل الأول في ثبوت الدعوة وقبوله

(دعوت کے ثبوت اور قبول کرنے کا بیان)

دعوت کھانے اور دعوت کرنے کا ثبوت

سوال[۸۶۴۲]: میں نے اپنے ایک دوست کو اپنے مکان پر کھانا کھانے کی دعوت دی، مگر وہ مغرور دعوت میں نہیں آیا اور اپنے گھر پر کھانا کھایا۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ گھر میں کھانا حرام ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سب لوگ اپنے گھر پر کھانا کھاتے ہیں، اور جب موقع ہو دعوت بھی کرتے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے گھر پر کھانا کھایا ہے اور دوسروں کو بھی کھلایا(۱)، اور دوسروں نے بھی آپ کی دعوت کی اور آپ تشریف لے گئے اور اس کے گھر پر کھانا کھایا ہے(۲)۔ جو شخص خلوص سے دعوت کرے اور حلال

---

(۱) "وعنه رضي الله تعالىٰ عنه قال: أقام النبي صلى الله عليه وسلم بين خيبر والمدينه ثلث ليال يبنى عليه بصفية، فدعوت المسلمين إلى وليمته، وما كان فيها إلا أن أمر بالأنطاع فبسطت، فألقى عليها التمر والأقطّ والسمن". رواه البخاري".

"وعنه رضي الله تعالىٰ عنه قال: "أولَم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حين بنى زينب بنت جحش، فأشبع الناس خبزاً ولحماً". رواه البخاري". (مشكوة المصابيح: ۲/۲۷۸، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الأول، قديمي)

(۲) "وعن سفينة أن رجلاً ضاف عليَّ بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه، فصنع له طعاماً، فقالت فاطمة رضي الله تعالىٰ عنها: لو دعونا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فأكل معنا، فدعوه". (مشكوة =

کھانا کھلائے، اس کی دعوت قبول کرنا سنت ہے(۱)، اگر کوئی عذر ہو تو معذرت کردی جائے۔ جو شخص ریاکاری اور فخر کے لئے کھلائے، یا حرام کھانا کھلائے تو اس کی دعوت قبول نہ کی جائے (۲)۔ بغیر دلیلِ شرعی کسی کو مغرور

= المصابيح: ۲/۲۷۸، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الأول، قديمى)

"وعن أنس (رضى الله تعالىٰ عنه) أن خياطاً دعا النبى صلى الله تعالى عليه وسلم لطعام صنعه، فذهبت مع النبى صلى الله تعالى عليه وسلم، فقرب خبز شعير ومرقاً فيه دباء وقديد، فرأيت النبى صلى الله تعالى عليه وسلم يتتبع الدّباء من حوالى القصعة، فلم أزل أحب الدباء بعد يومئذٍ". متفق عليه".
(مشكوة المصابيح: ۲/۳٦۴، كتاب الأطعمة، الفصل الأول، قديمى)

(۱) "وعن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "حق المسلم على المسلم خمس، ردّ السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، وإجابة الدعوة، وتشميت العاطس". متفق عليه".

"وعنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "حق المسلم على المسلم ست". قيل: ماهن يارسول الله؟ قال: "إذا لقيته فسلم عليه، وإذا دعاک فأجبه". الحديث". (مشكوة المصابيح، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الأول: ۱/۱۳۳، قديمى)

"وعن جابر رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إذا دعى أحدكم إلى طعام فليجب، فإن شاء طعم، وإن شاء ترک"، رواه مسلم".

"وعن عبدالله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من دعى، فلم يجب، فقد عصى الله ورسوله". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الأول: ۲/۲۷۹، قديمى)

(۲) "عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "المتباريان لا يجابان ولا يؤكل طعامهما". قال الإمام أحمد (رحمه الله): يعنى المتعارضين بالضيافة فخراً ورياءً.

"وعن عكرمة عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهم أن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم نهى عن طعام المتبارئين أن يؤكل". رواه أبوداؤد". (مشكوة المصابيح: ۲/۲۷۹، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الثانى، قديمى)

کہنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۴/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۵/۸۸ھ۔

سودخوار اور فاسق معلن کی دعوت قبول کرنا

سوال[۸۶۴۳]: سودخور یا کسی فاسق معلن کے مکان میں ضیافت قبول کرنا چاہئے یا نہیں؟ آیتِ قرآن: ﴿لعن الذین کفروا من بنی إسرائیل علی لسان داؤد وعیسیٰ ابن مریم، ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون﴾(۱) کی تفسیر میں موجود ہے:

"قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لما وقعوا بنو إسرائیل فی المعاصی، نهتهم علمائهم، فلم ینتهوا، فجالسوا فی مجالسهم واكلوهم وشاربوهم، فضرب الله قلوب بعض ببعضهم، ولعنهم علی لسان داؤد وعیسیٰ ابن مریم: ﴿ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون﴾ ثم جلس رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وکان متكئاً فقال: "لا، والذی نفسی بیده! حتی تأطروهم علی الحق". أخرجه الترمذی.

وأخرج أبوداؤد: "كلا، والله! لتأمرنّ بالمعروف ولتنهونّ عن المنكر، ثم لتأخذنّ علی ید الظالم ولتأطرن علی الحق إطراً أو لیضربنّ الله قلوب بعضكم ببعض، ثم یلعنكم كما لعنهم"(۲).

---

(۱) (سورة المائدة: ۷۸)

(۲) (تفسیر ابن كثیر، (سورة المائدة: ۷۸): ۲/۸۳، سهیل اكیڈمی لاهور)

"عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "إن أول مادخل النقص علی بنی إسرائیل كان الرجل یلقی الرجل، فیقول: یاهذا! اتق الله ودع ما تصنع، فإنه لایحل لک، ثم یلقاه من الغد فلا یمنعه ذلک أن یكون أكیله وشریبه وقعیده، فلما فعلوا ذلک ضرب الله قلوب بعضهم علی بعض، ثم قال: ﴿لعن الذین كفروا من بنی إسرائیل علی لسان داؤد وعیسیٰ ابن مریم -إلی قوله- فاسقون﴾. ثم قال: "كلا والله لتأمرنّ بالمعروف، ولتنهونّ عن المنكر، ولتأخذن علی یدی الظالم، ولتأطرنه علی الحق إطراً، أو لتقصرنّه علی الحق قصراً". "عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه =

﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾(۱) کےتحت تفسیر احمدی،ص:۳۸۸،میں ہے:

"وإن القوم الظالمين يعم المبتدع والفاسق والكافر، والقعود مع كلهم ممتنع"(۲)۔

آیت کریمہ:﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا﴾(۳) کےتحت تفسیر روح البیان:۲/۱۳۶، میں موجود ہے:

"ودخل في الركون إلى الظالم المداهنةُ والرضاء بأقوالهم وأعمالهم ومحبةُ مصاحبتهم ومُعاشَرتهم. روى أن الله تعالى أوحى إلى يوشع ابن نون: (أني أهْلِكُ من قومك أربعين ألفاً من خيارهم، وستين ألفاً من شرارهم) فقال: مابال الخيار؟ (إنهم لم يبغضوا ببغضه، فكانوا يُواكلونهم ويشاربونهم)"(٤)۔

اورآیتِ کریمہ:﴿وعلى الثلثة الذين خلّفوا حتى إذا ضاقت عليهم الأرض بما رحبت، وضاقت عليهم أنفسهم، وظنوا أن لاملجأ من الله إلا إليه، ثم تاب عليهم ليتوبوا﴾(٥) حضرت کعب ابن مالک ومرارہ ابن ربیع وہلال ابن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں وارد ہوا تھا جو بلا عذر شرعی جہاد میں شریک نہ ہوئے تھے،اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ترکِ سلام وکلام ومعاملات کاحکم صادر فرمایا تھا،صحیح بخاری میں اس کی تفسیر میں ہے:

"نهى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن كلامي وكلام صاحبيّ، فاجتنبت الناس كلامنا، فلبثت كذلك حتى طال عليّ الأمر، وما من شيء أهمّ إليّ من أن أموت، فلايصلي عليّ

= عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بنحوه، زاد: "أو ليضربن الله بقلوب بعضكم على بعض، ثم ليلعننّكم كما لعنهم". (سنن أبي داؤد: ۲/۵۹٦، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، دارالحديث ملتان)

(۱) (سورة الأنعام: ٦٨)

(۲) (التفسيرات الأحمديه في بيان الآيات الشرعية، ص: ۳۸۸، مطبع الكريمي بمبى)

(۳) (سورة الهود: ۱۱۳)

(۴) (روح البيان، (سورة هود: ۱۱۳): ۲/۱۲۹)

(۵) (سورة التوبة: ۱۱۸)

النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، أو یموت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فأکون من الناس بتلك المنزلة، فلایکلمنی أحدٌ منهم، فلایصلی أحدٌ علیّ"(۱)۔

اور صحیح بخاری، کتاب الجهاد میں ہے:

"ولا یکلمنی أحد، واتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، فأسلمّ علیه وهو فی مجلسه بعد الصلوة، فأقول فی نفسی: هل حرك شفتیه بردّ السلام علیَّ أم لا .... حتی تسورت جدار حائط أبی قتاده رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه –وهو ابن عمی وأحب الناس إلیّ– فسلمت علیه، فواللّٰہ! ما ردّ علیّ السلام، حتی مضت أربعون لیلةً من الخمسین إذا رسول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یأتینی، فقال: إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یأمرك أن تعتزل امرأتك، وأرسل إلی صاحبیّ مثل ذلك. فقلت لامرأتی: ألحقی بأهلك، فتکونی عندهم حتی یقضی اللّٰہ فی هذا الأمر، الخ"(۲). مشکوۃ شریف، ص:۲۷۹(۳)۔

"نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم عن إجابة طعام الفاسقین". رواه البیهقی(٤)۔

مشہور حدیث میں جو دعائے قنوت ہے، اس میں ہم کو تعلیم دی گئی ہے: "ونترك من یفجرك" اور سود خور کا اشد فاسق ہونا آیتِ کریمہ: ﴿فإن لم تفعلوا، فأذنوا بحربٍ من اللّٰہ ورسوله﴾(٥) سے مفہوم ہوتا ہے۔

مشکوۃ شریف، ص:۲۴۵، "لیأتینّ علی الناس زمانٌ لایبقی أحدٌ إلا أکل الربوٰ، فإن لم یأکل أصابه من بخاره". وفی روایة: "من دخانه"(٦)۔ اس کی شرح مرقاۃ:۳/۳۱۱، میں مرقوم ہے:

---

(۱) (صحیح البخاری: ۲/۶۷۵، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿وعلی الثلثة الذین خلّفوا﴾، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری: ۲/۶۳۵، کتاب المغازی، باب غزوة تبوک، قدیمی)

(۳) (مشکوة المصابیح، کتاب النکاح، باب الولیمة، الفصل الأول: ۲/۲۷۹، قدیمی)

(۴) (مشکوة المصابیح: ۲/۲۷۹، کتاب النکاح، باب الولیمة، قدیمی)

(۵) (سورة البقرة: ۲۷۹)

(٦) (مشکوة المصابیح: ۱/۲۴۵، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الثانی، قدیمی)